رِیحُ الاَنبیَاء

(انبیاء کی خوشبو)

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

یکے از مطبوعات

قصص الانبیاء

حالاتِ زندگی

حضرت آدمؑ ، حضرت شیثؑ ، حضرت ادریسؑ ، حضرت نوحؑ
حضرت ہودؑ ، حضرت صالحؑ ، حضرت لوطؑ ، حضرت ابراہیمؑ

مصنفہ
امۃ الرفیق ظفر

نام کتاب   رَبِّيُّ الْاَنْبِیاء

انتساب

میں اس کتاب کو اپنے والد محترم فضل حق صاحب قریشی مرحوم کے نام منسوب کرتی ہوں جنہوں نے اپنی ساری زندگی دعوۃ الی الحق میں گذاری۔ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

خدا تعالےٰ عزّ وجل کی ازل سے یہ سُنّتِ جاریہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی ہدایت اور اصلاح کے لئے انبیاء و مرسلین بھیجتا رہا ہے جیسا کہ وہ سورۃ المومنون میں فرماتا ہے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا

پھر ہم اپنے پیغمبر لگاتار بھیجتے رہے

اور سورۃ الفاطر کی یہ آیت کریمہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ بھی اسپر دلیل ہے۔

یہ انبیاء کرام علیہم السّلام جو انسانیت کا پیکر تھے اپنے مقدس سینوں میں خدا تعالےٰ کے نور کی قندیلیں لے کر اپنی اپنی قوم کو توحید کا درس دیتے رہے اور قوم کو حقیقی معنوں میں ”انسان“ بنانے کیلئے اور انہیں خدائے واحد کا نورانی جلوہ دکھانے کے لئے تبلیغی کوششوں میں سرگرم عمل رہے۔ ان کی ان مساعیٔ جلیلہ سے بعض متلاشیان حق نے خدا تعالےٰ کو اس دُنیا میں ہی پالیا۔ اور معاندین اور منکرین توحید نے ان کی مخالفت میں کمر بستہ ہو کر اس دُنیا میں ہی اپنے لئے جہنم خرید لی۔

ذیل میں آٹھ انبیاء کرام علیہم السّلام کے حالات، ان کی تعلیمات ان کے محاسنِ اخلاق اور ان کی دینی خدمات کو سوال و جواب کے رنگ

میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ آج کی اس مادہ پرست دُنیا میں ان مقدس انبیاءؑ کی حیاتِ طیبہ کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہم اپنی اصلاح کرتے رہیں اور ان پر سچے دِل سے ایمان لانے کے توسّل سے ہم رضوانِ یار کو پالیں۔

خدا کرے کہ انبیاء کی خوشبو ہمارے لئے ہماری اولادوں بلکہ نسلوں تک کے لئے رُوحانی ترقی کا زینہ ثابت ہو۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری تعلیم عزیزہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ نے انبیاء علیہم السلام کے حالات کے متعلق سوال و جواب کی صورت میں "رَیّا الانبیاء" کے نام سے تحقیقی کاوش سے کتاب مرتب کی ہے۔

ی منظور شدہ ہے بچوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ خدا کرے ہر قاری اس سے استفادہ کرے۔ اور کتاب کے نام کی مناسبت سے انبیاء کی خوشبو اس میں رَچ بس جائے۔ اور ان سے کامل تعلق اور محبت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر سکے۔

فہرست اسماء انبیاء کرام علیہم السلام

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدم علیہ السلام	۹
۲	حضرت شیث علیہ السلام	۱۶
۳	حضرت ادریس علیہ السلام	۱۷
۴	حضرت نوح علیہ السلام	۲۰
۵	حضرت ہود علیہ السلام	۳۴
۶	حضرت صالح علیہ السلام	۴۶
۷	حضرت لوط علیہ السلام	۶۴
۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۸۴

حضرت آدم علیہ السّلام

س۱:- دنیا میں سب سے پہلے نبی کون آئے؟

ج :- حضرت آدم علیہ السّلام۔

س۲:- ابوالبشر کس نبی کو کہتے ہیں؟

ج :- حضرت آدم علیہ السّلام کو

س۳:- آدم کے معانی کیا ہیں؟

ج :- آدم۔ وہ شخص ہے جو سطح زمین پر رہتا ہو۔ کھیتوں میں کام کرتا ہو۔ اپنی روزی کماتا ہو۔

آدم کے معانی۔ جو لوگوں کو ایک تمدن پر جمع کر دے۔

جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان وسیلہ ہو۔

جو اپنے خاندان کے لیے نمونہ ہو۔

گندم گوں رنگت والا۔

س۴:- حضرت آدم علیہ السّلام کے مبعوث ہونے کی غرض کیا تھی؟

ج :- حضرت آدم علیہ السّلام مذہب کے قیام اور اللہ سے مخلوق کا رشتہ استوار کرنے کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے۔

س۵:- حضرت آدمؑ کو کیا اسمار سکھائے گئے تھے؟

ج :- حضرت آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کے اسمار یعنی صفات کا علم دیا گیا، تاکہ ان کی اُمّت ان صفات کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے بلند مقام کو پہچانے اور اس سے اپنا مضبوط تعلق پیدا کرے۔

سورۃ اعراف رکوع ۲۲ میں اسماء سے مراد صفاتِ الٰہیہ ہیں

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔

اور اللہ تعالےٰ کے لیے تمام نیک صفات ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ کو ان نیک ناموں سے یاد کرو۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں یعنی صفات میں غلط راستہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔

حضرت آدمؑ کو فنون وعلوم کے اسرار اور ان کی حکمتیں بھی سکھائی گئیں۔

س۶:۔ زبان کا علم کس نبی کے ذریعہ جاری ہوا؟

ج:۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زبان کے اصول بھی سکھائے تاکہ وہ تمدن کو قائم کر سکیں۔

س۷:۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نام کس بنا پر سکھائے گئے؟

ج:۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نام مسمیات کی بنا پر سکھائے گئے یعنی ہر چیز میں جو خصوصیت پائی جاتی ہے۔ اس کی بنا پر اس کا نام رکھ کر ان کو سکھایا گیا۔

س۸:۔ حضرت آدمؑ کو کون سی زبان سکھائی گئی؟

ج:۔ عربی زبان۔ کیونکہ یہی وہ زبان ہے جو زبانوں کی ماں "اُمُّ الْاَلْسِنَہ" کہلاتی ہے۔

س۹:۔ حضرت آدمؑ کو زبان کیسے سکھائی گئی؟

ج:۔ ابتداء میں حضرت آدمؑ کو زبان الہاماً سکھائی گئی۔

(تفسیر کبیر سورۃ النمل صفحہ ۲۳۱)

س۱۰:۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو خلعتِ خلافت بخشا تو ملائکہ کو کیا حکم دیا؟

ج :۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو یہ حکم دیا کہ تمہیں چاہیے کہ آدم جو کام کرے اس کی امداد کرو۔ اور اس کی تائید میں اس نظام کو لگا دو جو تمہارے ماتحت ہے۔

سلا :۔ ابلیس کون تھا جس نے آدمؑ کی فرمانبرداری نہ کی ؟

ج :۔ قرآن مجید میں ابلیس نام اس وجود کا رکھا گیا ہے جو فرشتوں کے مقابل پر بدی کی تحریک کرنے والا ہوتا ہے۔

ابلیس بدی کی ایک محرک روح ہے۔ ایک برائی پیدا کرنے والی تحریک ہے۔

سلا :۔ ابلیس کے کیا معانی ہیں۔

ج :۔ ابلیس ایک صفاتی نام ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں۔

۱۔ وہ ہستی جس میں نیکی کا مادہ کم ہو جائے اور جس میں بدی کی طاقتیں زیادہ ہو جائیں۔

۲۔ جو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے۔

۳۔ جس کی ہمت ٹوٹ جائے اور ناکامی کا غم جسے دبا لے۔

۴۔ جسے اپنی منزلِ مقصود کے لیے راستہ نظر نہ آئے اور وہ حیران رہ جائے

جس روح یا انسان میں یہ برائیاں ہوں تو اس کو ابلیس کا نام دیا جاتا ہے

سلا :۔ شیطان کیا ہے ؟ اور اس کے کیا معانی ہیں ؟

ج :۔ ان تمام لوگوں کو جو ابلیس کے نائب کے طور پر کام کرتے ہیں اور لوگوں کو حق سے دور لے جاتے ہیں شیطان کہا جاتا ہے۔ نیز تمام ارواح خبیثہ کے متعلق بھی شیطان کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

شیطان کے معانی ہیں حق کا دشمن، جلنے والا۔

شیطن کا لفظ شطن سے ہے جس کے معانی ہیں وہ ڈوریا رسی جس کے ساتھ ڈول باندھ کر کنویں میں پانی نکالنے کے لیے پھینکا جاتا ہے کیونکہ

وہ رسی کنوئیں میں ڈول کو دور تک لے جاتی ہے۔ اس لیے شیطان سے مراد وہ شخص جو انسان کو حق سے بہت دور لے جائے اور اسے گمراہ کردے۔ اور حسد کی حالت پیدا کردے جو آگ میں جلنے کے مشابہ ہے۔

س۱۴:۔ حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے۔؟ اور کس دن پیدا ہوئے؟

ج:۔ حضرت آدمؑ کا مولد عراق کا علاقہ ہے۔ آپ جمعہ کے دن عصر کے وقت پیدا ہوئے۔

س۱۵:۔ آدمؑ اور ان کی بیوی (یا ساتھی) کو کس جنت میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا؟

ج:۔ آدمؑ اور ان کی بیوی کو جنت فی الارض میں رہنے کا حکم دیا گیا عراق کے علاقہ میں ہی کوئی خاص مقام تھا جسے مقام کے آرام دہ ہونے اور اچھے نظام کی وجہ سے آدم نے قائم کیا تھا۔ جنت کہا گیا ہے۔ پس اچھے نظام اور اچھے ساتھیوں میں رہنے کو جنت کہا گیا ہے۔

س۱۶:۔ حضرت آدمؑ اور اس کے ساتھی کو کس (شجرہ) درخت کے پاس جانے سے روکا گیا؟

ج:۔ درخت (شجرہ) کا لفظ استعارۃً استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہی شجرۃ کا لفظ استعارۃً اچھی اور بری باتوں کی نسبت استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ ابراہیم رکوع ۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ. وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ

ترجمہ:۔ کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پاک کلام کی مثال ایک پاک درخت کی طرح بیان کی ..... اور بری بات کا حال برے درخت کی طرح ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو بری باتوں سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی۔ نیز

شجرہ ممنوعہ سے مراد ابلیس اور اس کی ذریت بھی مراد ہیں۔ کہ تم ان سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔

سؔل :۔ حضرت آدم ؑ نے اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر خدا تعالےٰ کے حضور کیا دعا کی۔

ج :۔ حضرت آدم ؑ نے اپنی لغزش پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(سورۃ اعراف رکوع ۲)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہماری غلطی کو معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

سؔل :۔ حضرت آدم ؑ کے کتنے بیٹے تھے۔؟

ج :۔ قرآن مجید سورہ مائدہ رکوع ۵ میں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ۔

اور تو ان کو آدم کے دو بیٹوں کی خبر پڑھ کر سنا۔

اس میں آدم کے دو بیٹوں کا ذکر ہے۔

توراۃ میں ان دو بیٹوں کے نام ہابیل اور قابیل آئے ہیں بائبل میں ہابیل اور قابیل کے علاوہ آپ کے تیسرے بیٹے کا نام "سیت" لکھا ہے یہ حضرت شیث علیہ السلام ہیں جو حضرت آدم ؑ کے بعد لوگوں کو ہدایت کا راہ بتاتے رہے۔

(بائبل کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۱ تا ۲۹)

سؔل ۱۹ :۔ قرآن کریم میں سب سے پہلے کس نبی کا ذکر آیا ہے؟

ج :۔ حضرت آدم علیہ السلام کا۔

س۲۰ :۔ حضرت آدمؑ کا ذکر سب سے پہلے کس سورۃ میں آیا ہے ؟

ج :۔ سورۃ بقرہ میں ۔

س۲۱ :۔ حضرت آدمؑ کے حالات کتنی سورتوں میں بیان ہوئے ہیں ۔

ج :۔ ۹ سورتوں میں سورۃ بقرہ ۔ آل عمران ۔ مائدہ ، اعراف ، کہف ، بنی اسرائیل ، مریم ، طٰہٰ ، یٰسٓ

س۲۲ آدم کی پیدائش خداتعالیٰ کی کس صفت کے ماتحت ہوئی ؟

ج :۔ خداتعالیٰ کی صفتِ حکیم کے ماتحت جو اپنے اندر بھاری حکمتیں رکھتی ہے ۔

س۲۳ :۔ حضرت آدمؑ کے حالات سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے ؟

ج :۔ انسان روئے زمین پر خدا کا خلیفہ ہے ۔ اسے چاہیئے کہ وہ نیابت کا حق ادا کرے ۔ برائیوں سے بچے ۔ اپنے اعمال درست رکھے ۔ خدا کے حکموں کی پابندی کرے ۔ اور دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلائے ۔ نیکی کی راہوں پر چلے اور اپنے ہم جنسوں کے لیے راحت کا ذریعہ بنے ۔
باوجود خطاکار ہونے کے اگر انسان سچے دل سے خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا تو خداتعالیٰ جو توّاب ہے اس پر فضل سے متوجہ ہوگا ۔

س۲۴ :۔ زراعت کے طریقۂ کار سے کس نبی نے دنیا کو روشناس کرایا ؟

ج :۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا کو زراعت کے اصول اور طریقے سکھائے ۔

س۲۵ :۔ زمین پر کعبہ سب سے پہلے کس نبی نے بنایا ؟

ج :۔ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے زمین پر کعبہ بنایا اور اس کے کونے پر حجرِ اسود رکھا ۔

بحوالہ (اسلام کی دوسری کتاب ۔ صفحہ ۴۸)

س۲۶ :۔ حضرت آدمؑ کی عمر کتنے سال تھی؟۔
ج :۔ حضرت آدمؑ کی عمر ۹۳۰ سال کی ہوئی ۔

(واللہ اعلم)

(اسلام کی دوسری کتاب صہ۴۸)

س۲۷ :۔ حضرت آدمؑ کی بیوی کا کیا نام تھا ؟۔
ج :۔ بی بی حوّا ۔

(اسلامی لٹریچر اور احادیث میں حوا کا نام آیا ہے)

س۲۸ :۔ حوّا کے معانی کیا ہیں ؟
ج :۔ حوّا کا لفظ حوی ، یحوی سے نکلا ہے۔ جس کے معانی ہیں کسی چیز کو ڈھانپ لینا۔ کسی چیز کو جمع کر لینا اور مالک ہو جانا ۔
حوّا کے معانی ہیں وہ عورت جو بچوں کو گھیر کر اپنے ارد گرد جمع کر کے اپنے گھر میں بیٹھتی ہے۔ بچوں کی نگرانی کرتی ہے ۔ انکی تربیت کرتی ہے اور گھر کی مالکہ اور رانی ہے

حضرت شیث علیہ السّلام

س ۱:۔ حضرت شیث علیہ السلام کون تھے؟

ج :۔ حضرت آدم کے تیسرے بیٹے تھے۔ (کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۵)

س ۲:۔ جب حضرت شیث پیدا ہوئے تو حضرت آدمؑ کی عمر کتنی تھی؟۔

ج :۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت آدمؑ کی عمر ۱۳۰ برس تھی۔ آپ کی شکل بھی حضرت آدمؑ سے ملتی جلتی تھی۔

(تورات کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۳)

س ۳:۔ حضرت آدمؑ کے بعد کون سے نبی آئے؟

ج :۔ حضرت شیث علیہ السّلام۔

س ۴:۔ "شیث" کے معانی کیا ہیں۔

ج :۔ حافظ ابن کثیر نے بتایا ہے کہ شیث کے لفظی معنی "عطیہ خدا" ہیں حضرت آدمؑ نے یہ نام اس لیے رکھا کہ حضرت ہابیل کی شہادت کے بعد خدا نے انہیں یہ صالح فرزند عطا کیا تھا۔

س ۵:۔ حضرت شیث کی وفات کے بعد ہدایت کا سلسلہ کس نے جاری رکھا۔

ج :۔ حضرت شیث کے بیٹے انوش نے حضرت شیث ۱۰۵ برس کے تھے جب ان کے ہاں انوش پیدا ہوا۔ (تورات کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۶، ۷)

س ۶:۔ حضرت شیث نے دنیا کو کس فن سے آگاہ کیا۔

ج :۔ حضرت شیث نے دنیا کو کپڑا بنا سکھایا۔

بحوالہ (تفسیر کبیر سورہ النحل صہ ۳۲۱)

حضرت ادریس علیہ السلام

س:۔ حضرت ادریسؑ کا ذکر قرآن مجید میں کن سورتوں میں آیا ہے؟۔

ج:۔ سورۃ مریم اور سورۃ الانبیاء۔

۱۔ سورۃ مریم آیت ۵۶

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

ترجمہ۔ اور تو قرآن کی رو سے ادریس کا بھی ذکر کر۔ وہ بھی راستباز نبی تھا۔ اور ہم نے اسے نہایت اعلیٰ مقام تک پہنچایا تھا۔

۲۔ سورۃ الانبیاء میں۔

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝

اور اسماعیل اور ادریس اور ذاالکفل کو بھی یاد کر۔ یہ سب کے سب صبر کرنے والے تھے۔

س:۔ حضرت ادریسؑ کا نام بائبل میں کیا آیا ہے؟

ج:۔ حنوک (کتاب پیدائش باب ۴)

س:۔ حنوک کے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ حنوک کے معانی عبرانی زبان میں سکھانا یا کسی چیز کی طرف منسوب کر دینا کے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا بابلیکا)

س :۔ ادریس کے کیا معنی ہیں ۔

ج :۔ ادریس کا لفظ درس سے نکلا ہے۔ اس نے پڑھا اور دَرَّسَ کے معانی ہیں اس نے پڑھایا ۔

ادریس کے معانی ہیں۔ بڑا پڑھنے والا یا بڑا پڑھانے والا بڑی مہارت رکھنے والا ۔ اور فن کے لیے وقف ہو جانے والا گویا ادریس اور حنوک ہم معنی لفظ ہیں۔

(سورہ مریم صفحہ ۲۹۷ تفسیر کبیر)۔

س :۔ حضرت ادریسؑ حضرت آدمؑ سے کتنی پشت میں سے تھے ۔

ج :۔ ساتویں پشت سے ۔

س :۔ حضرت ادریسؑ اور حضرت نوحؑ کا آپس میں کیا رشتہ تھا ؟

ج :۔ حضرت ادریسؑ حضرت نوحؑ کے پردادا تھے ۔

حضرت ادریسؑ کے بیٹے متوسلح اور متوسلح کا بیٹا لمک اور لمک کے بیٹے حضرت نوحؑ تھے ۔

(پیدائش باب ۴)

اور بعض روایات میں ہے کہ آپ حضرت نوحؑ کے دادا تھے ۔

س :۔ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ادریسؑ کو کس آسمان پر دیکھا ۔

ج :۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ادریسؑ کو چوتھے آسمان پر دیکھا ۔

س :۔ حضرت ادریسؑ کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے ؟

ج :۔ حضرت شیث کے ماننے والوں نے دوسرے مشرک اور بت پرست قوموں کی دیکھا دیکھی حضرت شیث کا بت بنا کر پوجا شروع کر دیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت ادریسؑ کو نبوت عطا فرمائی ۔

س ۹ :۔ حضرت ادریسؑ نے قوم کی اصلاح کے لیے کیا کوشش کی ؟

ج :۔ حضرت ادریسؑ نے مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود صبر سے کام لیا۔ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ دین الہٰی کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کی ثابت قدمی کا ذکر سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے۔

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور اسماعیل، ادریس اور ذاالکفل کو بھی یاد کر۔ یہ سب کے سب صبر کرنے والے تھے اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت میں داخل کیا تھا اور وہ سب نیکوکار تھے۔

س ۱۰ :۔ آدمؑ کے نسب نامے میں تیسرے نبی کون سے ہیں ؟

ج :۔ اسلامی روایات کے مطابق آدمؑ کے نسب نامے میں تیسرا نبی حنوخؑ تھا جو آدمؑ کا پانچواں پڑپوتا تھا اور چوتھا نبی نوحؑ تھا جو پانچویں پڑپوتے کا پوتا تھا۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم ص ۲۴)

س ۱۱ :۔ حضرت ادریسؑ گذر اوقات کے لیے کیا کام کرتے تھے۔

ج :۔ حضرت ادریسؑ کپڑے سیتے تھے اور گذر اوقات کرتے۔

حضرت نوح علیہ السّلام

س۱:۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی کتنی پشت میں سے تھے؟

ج :۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم سے نویں پشت میں سے تھے ۔
حضرت آدم کو شمار کر کے آپ دسویں تھے ۔

س۲:۔ حضرت نوحؑ کے والد کا کیا نام تھا ؟

ج :۔ حضرت نوحؑ کے والد کا نام "لمک" تھا ۔
(کتاب پیدائش باب آیت ۲۱ تا ۲۹)

س۳:۔ حضرت نوحؑ کے بیٹوں کے نام بتائیں ۔

ج :۔ سام ، حام ، یافث اور کنعان ۔
(قاموس میں کنعان کا نام "یام" آیا ہے)۔

س۴:۔ کتب سابقہ میں حضرت نوحؑ کا پہلا نام کیا ملتا ہے ؟

ج :۔ طالمود میں حضرت نوحؑ کا نام مناحیم ملتا ہے ۔جس کے معانی ہیں تسلّی دینے والا ۔
یہ نام ان کے باپ نے رکھا تھا۔ (کتاب سفر حالیشر)

س۵:۔ نوحؑ کے معانی کیا ہیں ۔

ج :۔ نوح صفاتی نام ہے ۔آپؑ کا بار بار عاجزی کے ساتھ دعا کرنے کی وجہ سے آپ کا نام نوح رکھا گیا ۔ مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالغفار یا عبدالستار تھا ۔
(قرآن مجید مترجم منظور کردہ نظارت تالیف وتصنیف قادیان)

حضرت نوحؑ کا نام ان کے والد صاحب نے طوفان کے بعد نوح رکھا اور نوحؑ کا نام ان کے ہل ایجاد کرنے کے سبب نوح رکھا گیا۔

(مدرش اغادہ)

عبرانی زبان میں نوح امن اور آرام کو کہتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کا زمانہ بڑے آرام کا زمانہ تھا۔

لمک نے کہا۔ نوح کے معانی یہ ہمارے ہاتھوں کی محنت اور مشقت سے جو زمین کے سبب سے ہیں جس پر خدا نے لعنت کی ہے ہمیں آرام دے گا۔

قرآن مجید اور بائبل میں آپ کا نام 'نوح' ملتا ہے۔

س۶:۔ حضرت نوحؑ کا ملک کہاں تھا؟

ج:۔ حضرت نوحؑ کا ملک دجلہ۔ نینوہ اور فرات کے درمیان تھا۔ آپ عراق کی ایک ایسی وادی میں رہتے تھے جس کے پاس بہت سے پہاڑ تھے۔

س۷:۔ دور تہذیب کا پہلا انسان کون کہلاتا ہے؟

ج:۔ حضرت نوح علیہ السلام۔

س۸:۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں حضرت نوحؑ کا کیا نام ملتا ہے؟

ج:۔ "منو"

س۹:۔ کیا حضرت نوحؑ شریعت والے نبی تھے؟

ج:۔ جی ہاں۔ حضرت نوحؑ شریعت والے نبی تھے۔ آپ پہلے شارع نبی تھے جیسا کہ آپ کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔

اَوَّلُ نَبِیٍّ شُرِعَتْ عَلٰی لِسَانِہِ الشَّرَائِعُ

کہ نوحؑ پہلا نبی تھا جس پر اللہ کی طرف سے شریعت نازل ہوئی۔

سورۃ نساء ع ۲۳ میں

۱۔ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے تیری طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوحؑ کی طرف وحی کی تھی۔

اس آیت میں یہ اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ نسل انسانی کے لیے شریعت کا آغاز ہوا۔

سؑ:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں کس قسم کے مسائل تھے؟

ج:۔ طالمود جو یہودیوں کی کتب احادیث کا مجموعہ ہے لکھا ہے۔ طوفان کے ۲۸ سال بعد شریعت مرتب کرنی شروع کی۔ جس میں کچھ طبیعات کے مسائل تھے اور کچھ موسیٰؑ کی شریعت سے ملتے جلتے مسائل تھے۔ رافائیل فرشتہ نے انہیں علم طب سکھایا اور بوٹیوں کے خواص سکھائے تھے۔

سؑ:۔ قرآن مجید میں حضرت نوحؑ کا ذکر کتنے مقامات پر آیا ہے؟

ج:۔ ۴۵ مقامات پر۔

سؑ:۔ سورۃ نوح کس پارے میں ہے؟

ج:۔ انتیسویں ۲۹ پارے میں۔

سؑ حضرت نوحؑ کو اللہ تعالےٰ نے کن لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا؟

ج:۔ عراق عرب۔ گمراہ لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔

سؑ:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی حالت کیسی تھی؟

ج:۔ حضرت نوح علیہ السلام جس قوم میں مبعوث ہوئے وہ بُت پرست تھی فسق و فجور میں مبتلا تھی۔ سورۃ نوح میں ان کے مشہور بتوں کے نام یہ آئے ہیں

ود، سواع - یغوث، یعوق اور نسر -

س۱۵ :- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی تلقین کی ؟

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ -

(سورۃ ھود)

ترجمہ :- کہ تم اللہ تعالےٰ کے سوا کسی ہستی کی پرستش نہ کرو -

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَاَطِیْعُوْنِ ٥

(سورۃ نوح)

ترجمہ :- اللہ کی عبادت کرو اسی کا تقوےٰ اختیار کرو - اور میری اطاعت کرو -

اور یہ تینوں عذاب سے بچنے کے گُر ہیں -

س۱۶ :- حضرت نوح ؑ کے دعویٰ رسالت کے بعد آپ کی قوم نے آپ سے کیا کہا ؟

ج :- کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تجھے اپنے جیسے آدمی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے اور نہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوائے ان لوگوں کے جو سرسری نظر میں ہم میں سے حقیر ترین نظر آتے ہیں - کسی نے تیری پیروی کی اور ہم اپنے پر تمہاری کسی قسم کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو -

(سورۃ ھود)

س۱۷ :- حضرت نوح ؑ نے مخالفین کو کیا جواب دیا ؟

ج :- آپ نے اپنے مخالفین سے فرمایا - خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں میری کوئی غرض نہیں ہے - میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا اور میرے پیروکار اگر ظاہر میں ایمان لا چکے ہیں تو میرا حق نہیں کہ میں شک و شبہ کی بنا پر ان کو دھتکار دوں - یہ لوگ تو خدا کے فضل کے طلب گار ہیں -

س۱۸ :- کیا حضرت نوح ؑ نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے بددعا کی تھی -؟

ج :- جی نہیں -

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا۔

ترجمہ:۔ اے میرے رب! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ رہے۔

کی دعا بددعا نہ تھی بلکہ یہ دعا تھی کہ سب قوم ایمان لے آئے اور کوئی کافر نہ رہے۔ اگر یہ بددعا ہوتی تو حضرت نوحؑ اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے کیوں غم کھاتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے متعلق فرماتا ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

(سورۃ ہود)

ترجمہ:۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا تیری قوم میں سے (اب) کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لیے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس وجہ سے تو افسوس نہ کر۔

اگر آپ قوم کی تباہی کیلئے بددعائیں کر رہے تھے تو پھر قوم کی تباہی کا سنکر آپ کیوں غمگین ہو گئے

آیت وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝

کہ "ظالموں کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کر" کے الفاظ بھی بتاتے ہیں۔ کہ حضرت نوحؑ نے بددعا اپنی طرف سے نہیں کی تھی اگر وہ بددعا کر رہے ہوتے تو انہیں دعا کرنے سے روکنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

۱۹ س:۔ حضرت نوحؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سرکشوں اور نافرمانوں کو سزا کا اعلان سنانے کے بعد کیا حکم ملا۔

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک کشتی کے تیار کرنے کا حکم دیا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا

کہ تو ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔

اور اس کشتی پر سوار ہو کر آپ اور آپ کے ماننے والے مخلصین خدا کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں گے۔ فلک کے معانی جماعت کے بھی ہوتے ہیں۔ مراد یہ کہ ہر طبقہ کے لوگ جو آپس میں انس و محبت کی وجہ سے زوجین یعنی جوڑوں کی مانند ہوں ان کی طرف توجہ کرو۔

توراۃ میں لکھا ہے کہ وہ کشتی تین ۳۰۰ سو ہاتھ لمبی پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ۳۰ ہاتھ اونچی تھی اور اس کے باہر اور اندر رال لگی ہوئی تھی۔

س۲۰: ۔ حضرت نوحؑ کو اپنے ساتھ کن چیزوں کے رکھنے کا حکم ہوا۔

ج : ۔ حضرت نوحؑ کو اپنے ساتھ کشتی میں اپنے ماننے والوں اور انہی جانوروں کے جوڑے لینے کا حکم ہوا۔ یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ جانوروں کے لینے کا حکم ہوا جن کی آپ کو ضرورت تھی اور جو ان کے گھر میں موجود تھے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝

ترجمہ : ۔ ہم کہیں گے کہ ہر ایک (قسم کے جانوروں) میں سے ایک جوڑا یعنی دو کو اور اپنے اہل کو سوائے اس کے جس کے متعلق پہلے فرمان جاری ہو چکا ہے اور نیز ان کو جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اس میں سوار کرا دے اور اس پر سوائے قلیل تعداد کے کوئی ایمان نہ لایا تھا۔

س۲۱: ۔ حضرت نوحؑ کی قوم پر کس قسم کا عذاب آیا ؟ ۔

ج : ۔ حضرت نوحؑ کی قوم پر پانی کا عذاب آیا۔ پانی، آسمان سے بھی برسا اور زمین سے بھی نکلا اور دونوں پانیوں کے ملنے سے حضرت نوحؑ کی قوم پر تباہی آئی۔

سورۃ قمر میں آتا ہے۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ۔

ترجمہ:۔ اس پر ہم نے آسمان کے دروازے ایک شدت سے برسنے والے پانی کے ذریعہ سے کھول دیئے۔

اور سورۃ قمر میں فرمایا۔

وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا۔

ترجمہ:۔ کہ ہم نے زمین میں چشمے پھوڑ دیئے۔

توریت میں لکھا ہے کہ دجلہ فرات میں بے پناہ سیلاب آگیا۔ ہر شے اس کی لپیٹ میں آگئی اور ساتھ ہی طوفانی ہواؤں سے اونچی اونچی موجیں اٹھنے لگیں۔

س:۔ زمین کے دھانے کیسے کھل گئے۔ کہ قوم نوح غرق ہوگئی؟

ج:۔ اس کے لیے ایک اشارہ قرآن مجید میں پایا جاتا ہے۔ بائیبل میں نہیں اور وہ ہے التنور کا ابلنا۔

جودی کے اوپر نظر دوڑائیں۔ جھیل وان نظر آئے گی اس کے شمال مغرب میں دنیا کا سب سے بڑا دھانہ CRATER منہ پھاڑے کھڑا ہے اس کا نام "جبل نمرود" ہے۔ اس میں آج بھی گرم اور ٹھنڈے پانی کی جھیلیں ہیں اور یہ بھی آثار سے پتہ مل گیا ہے کہ زمانہ قبل از تاریخ میں یہ دھانہ ابل پڑا تھا اور اس کے باعث جھیل وان میں پھیلے ہوئے دوسرے دھانے یعنی CRATER پھوٹ پڑے۔ نمرود اور جھیل وان کا پانی نشیبوں میں بھر گیا حضرت نوحؑ کی قوم جھیل وان کے قرب و جوار میں پیالہ نما نشیبی وادیوں میں بسی ہوئی تھی۔ آسمان کے پانی اور زمینی چشموں نے سارے نشیبی علاقوں کو پانی سے لبریز کر دیا۔ اس طرح قوم نوح غرق ہوگئی۔

ظالمو دیں ہے کر قوم نوحؑ کو ابلتے پانی سے عذاب دیا گیا۔

(رسالہ انصار اللہ فروری ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۶)

س۲۲ :۔ حضرت نوحؑ نے کشتی پر سوار ہوتے ہوئے کیا دُعا مانگی ۔

ج :۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭاِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورۃ ھود)

ترجمہ :۔ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرائے جانا اللہ تعالےٰ کے نام کی برکت سے ہوگا۔ میرا رب یقیناً بہت ہی بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

س۲۳ :۔ حضرت نوحؑ نے جب اپنے بیٹے کو کشتی میں سوار ہونے کے لیے کہا تو اس نے کیا جواب دیا؟

ج :۔ اس نے کہا۔

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ

ترجمہ :۔ میں کسی پہاڑ کی طرف چلا جاؤں گا اور پناہ لوں گا جو اس پانی سے مجھے بچائے گا۔

س۲۴ :۔ حضرت نوحؑ کے اس بیٹے کا کیا نام تھا ؟

ج :۔ کنعان۔

(قاموس میں) یام ہے۔

س۲۵ :۔ بیٹے کے ہلاک ہو جانے پر حضرت نوحؑ نے اللہ تعالےٰ سے کیا کہا۔؟

ج :۔ حضرت نوحؑ نے اللہ تعالےٰ کو پکارا اور کہا کہ میرے رب! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں سے تھا اور تیرا وعدہ بھی یقیناً سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

س۲۶ :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کیا جواب دیا؟

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ۫ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ۝

ترجمہ:۔ فرمایا۔ اے نوح! وہ تیرے اہل میں ہرگز نہیں اور تمہاری یہ (دعا) یقیناً ایک (نادرست) بے محل کام ہے (یا کیونکہ وہ نامناسب اعمال کرتا رہا ہے) پس جس چیز کی (بھلائی یا برائی) کا تجھے کچھ علم نہیں وہ مجھ سے مت مانگ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تاکہ تو (کہیں) جہالت دکھانے والوں میں سے (نہ) بنے۔

۲۷ س:۔ کیا حضرت نوح سے ان کے بیٹے کے عمل پوشیدہ تھے۔

ج:۔ جی ہاں۔ کیونکہ حضرت نوح نے اسے کشتی پر سوار ہونے کے لیے کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ تب خدا تعالے نے آپ پر واضح کیا کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ نامناسب اعمال بجا لاتا رہا ہے۔

۲۸ س:۔ کشتی کہاں ٹھہری۔؟

وَاسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ۔

(سورۃ ھود)

اور وہ کشتی جودی (پہاڑ) پر آ ٹھہری۔

تورات کتاب پیدائش باب ۸ آیت ۴ میں لکھا ہے۔

ساتویں مہینہ کی سترہویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔

(اراراط پہاڑوں کے سلسلہ کا نام ہے جو ایران، روس اور جمہوریہ ترکیہ کی مشترکہ سرحد پر واقع ہے اور جس حصے کا نام اراراط ہے وہ جمہوریہ ترکیہ کی حدود میں ہے اہل بابل کی روایتوں میں اس پہاڑ کا نام آرمینیا ہے۔

س۲۹:۔ جودی کے معانی کیا ہیں؟ اور ارارا ط کے معانی کیا ہیں؟

ج :۔ جودی کے معانی رحمت اور احسان کے ہیں۔ اور جودی کے معنی میری رحمت کے ہیں۔ اور ارارا ط کے معانی ہیں میں رحمت کی جگہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

ناموں کے معانی میں کوئی اختلاف نہیں۔

س۳۰:۔ مقام کا نام جودی رکھ کر کس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا؟

ج :۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ وہ میری رحمت اور احسان کے ظہور کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کی تجلی گاہ ہے۔

س۳۱:۔ طوفان کتنے دن جاری رہا؟

ج :۔ چالیس دن اور چالیس رات زمین پر بارش ہوتی رہی۔ اور پانی زمین پر ایک سو پچاس دن تک چڑھتا رہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پانی زمین سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کشتی ارارا ط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔

(کتاب پیدائش باب ۷، آیت ۱۲-۱۳)

س۳۲:۔ کیا طوفان نوح عالمگیر تھا۔

ج :۔ اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ بعض اسے عالمگیر سمجھتے ہیں اور بعض نہیں۔

یہ طوفان عالمگیر نہ تھا بلکہ اس خاص خطے تک محدود تھا۔ جہاں حضرت نوحؑ کی قوم آباد تھی۔ کیونکہ وہ عذاب کی مستحق تھی اس لیے ان پر عذاب آیا۔ لیکن اس طوفان کا ذکر تقریباً دنیا کی تمام تاریخوں میں ہے۔

س۳۳:۔ حضرت نوحؑ نے بشری کمزوریوں پر قابو پانے یا ان سے بچنے کے لیے کیا دعا مانگی۔

اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے (آیندہ) کوئی ایسی چیز مانگوں جس کا مجھے کچھ علم نہ ہو اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے۔ تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

س ۳۴:۔ کیا حضرت نوحؑ کے علاوہ دوسرے مومنوں کی نسل دنیا میں پھیلی؟

ج:۔ جی ہاں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ

ترجمہ:۔ کہا گیا کہ اے نوح! تو ہماری طرف سے عطا شدہ سلامتی اور (طرح طرح) کی برکات کے ساتھ جو تجھ پر اور جو لوگ تیرے ساتھ ہیں ان پر کئی جماعتوں پر (نازل کی جاتی)۔ ہیں اتر جا۔

س ۳۵:۔ حضرت نوحؑ کو کس طرح یہ علم ہوا کہ پانی کم ہو گیا ہے؟

ج:۔ بائبل میں لکھا ہے کہ کبوتری کے منہ میں زیتون کی تازہ پتی دیکھ کر آپ کو علم ہو گیا کہ پانی کم ہونا شروع ہو گیا ہے۔

س ۳۶:۔ حضرت نوحؑ کو زیتون کی پتی کے ذریعہ کیا خبر دی گئی تھی؟۔

ج:۔ حضرت نوحؑ کو آپ کی جماعت کی آئندہ ترقی نیز ان کی ایمانی حالت میں ترقی کرنے اور کامیابی کی خبر دی گئی تھی۔ اور یہ کہ دشمن مغلوب ہو گئے ہیں۔

س ۳۷:۔ سورۃ التین میں "والزیتون" کے لفظ میں کس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔؟

ج :۔ وَالزَّيتون ۔ کے الفاظ میں حضرت نوحؑ کی ہجرت کا ذکر ہے اور آپ کو
بشارت دی گئی ہے۔ کہ آپ کی ہجرت کامیاب ہو گئی ہے ۔

۳۹س :۔ حضرت نوحؑ کی اولاد کہاں آباد ہوئی ۔

ج :۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد نوحؑ کی اولاد موجودہ عراق
میں آباد ہوئی ۔

حضرت نوحؑ کے بیٹے سام نے بابل وغیرہ پر حکومت کی ۔

۴۰س :۔ حضرت نوح علیہ السلام جب بحفاظت جودی مقام پر پہنچ گئے تو
آپ کو خدا تعالیٰ نے کن الفاظ میں شکر ادا کرنے کے لیے کہا ۔

ج :۔ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

(المومنون)

ترجمہ :۔ اور کہہ کہ اے میرے رب! تو مجھے (اس کشتی سے)۔
ایسی حالت میں اتار کہ مجھ پر کثرت سے برکتیں نازل ہو رہی
ہوں۔ اور تمام اتارنے والوں سے تیرا وجود بہتر ہے ۔

یہ سواری سے اترنے کی دعا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
دکھ سے نجات پا کر بھی دعا کرنی چاہیے ۔

۴۱س :۔ حضرت نوحؑ کی نبوت کا زمانہ کتنا ہے ؟۔

فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ

(سورۃ عنکبوت)

پس وہ ان میں نو سو پچاس سال تک رہا ۔

۴۲س :۔ موجودہ زمانہ کو حضرت نوحؑ کے زمانہ کے ساتھ کیا مطابقت ہے ؟

ج :۔ موجودہ زمانہ بھی حضرت نوحؑ کی طرح پر امن اور راحت و آرام کا
زمانہ ہے اور لوگ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ اس زمانہ میں بھی
خدا نے ایک نوح بھیجا ہے۔ اور اس نے بھی اپنی ایک کشتی مراد جماعت

تیار کی ہے۔ جو اس کشتی میں سوار ہو گا وہ بامراد ہو جائے گا اور دکھوں سے نجات پائے گا۔

س ۴۳: حضرت نوحؑ کی چند دعائیں بتائیں۔

ج: ۱۔ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۔

ترجمہ: اے میرے رب میری مدد کر اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

۲۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہوتا ہے اس کو بخش دے اور تمام مومن مردوں کو اور تمام مومن عورتوں کو بھی۔ اور یوں ہو کہ ظالم صرف تباہی میں ہی ترقی کریں۔ ان کو کامیابی نصیب نہ ہو۔ (سورۃ نوح)

س ۴۴: کیا حضرت نوحؑ کی اولاد میں نبوت جاری رہی؟

ج: جی ہاں۔ حضرت نوحؑ کی اولاد میں نبوت جیسی عظیم الشان نعمت جاری رہی جیسا کہ سورۃ الحدید آیت ۲۷ میں ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھی رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اور ان کی اولاد سے نبوت اور کتاب کو مخصوص کر دیا تھا پس بعض ان میں سے ہدایت پانے والے تھے اور بہت لوگ ان میں سے فاسق تھے

س ۴۵: کیا طوفان نوح کا ذکر دنیا کی سب اقوام کی تاریخ میں ملتا ہے۔

ج: جی ہاں۔ دنیا کی سب اقوام کی تاریخ میں ایک ایسے طوفان کا ذکر ملتا ہے

جو نوح کے طوفان کے مشابہ تھا۔

سورۃ قمر آیت ۱۶ میں مذکور ہے۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

ترجمہ:۔ اور ہم نے اس واقعہ کو ایک نشان کے طور پر (پچھلی اقوام کے لیے) چھوڑا پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

س۲۶:۔ کیا حضرت نوحؑ کی بیوی آپ پر ایمان لائی تھی؟

ج:۔ جی نہیں۔ وہ حضرت نوحؑ پر ایمان نہیں لائی تھی وہ آپ کی مخالفت کی وجہ سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئی۔

س۲۷:۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مثال کن دو عورتوں کے ساتھ دی ہے؟

ج:۔ سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مثال حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں سے دی ہے۔ وہ خدا کے رسول کی بیویاں تھیں۔ مگر ان دونوں نے ان بندوں کی خیانت کی تھی۔ اور وہ دونوں عذاب الٰہی کے وقت ان کے کسی کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں سے کہا گیا کہ جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

س۲۸:۔ حضرت نوحؑ کی بیوی کا نام کیا تھا؟

ج:۔ حضرت نوحؑ کی بیوی کا نام علمہ تھا۔

(درس القرآن فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل صفحہ ۶۰۳)

حضرت ھود علیہ السلام

س۱ :۔ حضرت ھود علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے ؟

ج :۔ عاد قوم کی طرف

س۲ :۔ عاد قوم کون تھی ؟

ج :۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی نسل عرب اور اطراف عرب میں پھیلی۔ عاد اسی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ قوم ارم بن سام بن نوح کی طرف منسوب تھی۔

قرآن مجید نے عاد قوم کو۔ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ کہہ کر بتا دیا کہ قوم نوح کے بعد عاد کی قوم نے شوکت حاصل کی۔

قوم عاد حضرت نوح کی قوم کے معاً بعد گزری ہے۔ سامی قومیں جو کہ ارم سے پہلے حاکم تھیں وہ بھی عاد ہی کا حصہ تھیں۔

س۳ :۔ عاد قوم کو قرآن مجید میں اور کس نام سے پکارا گیا ہے۔

ج :۔ سورۃ الفجر میں ہے۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۔ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ

ترجمہ :۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے رب نے عاد سے کیا معاملہ کیا۔ یعنی ارم سے جو بڑی بڑی عمارتیں بنانے والے تھے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ارم قبیلے کا نام ہے۔ اور یہاں ارم قبیلہ سے تعلق رکھنے والے عاد کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ایک شہر کا نام ہے۔

بعض کے نزدیک یہ ایک شہر کا نام ہی ہے لیکن مراد اِرَم صاحب ذات العماد یعنی ارم جو بڑی بڑی عمارتوں والے تھے۔

(تفسیر سورۃ فجر ص۵۳۹ از حضرت مصلح موعود)

ارم یا تو عاد کے دادا عوص کے باپ کا نام ہے یا ارم کے شہر کا نام دونوں مراد ہو سکتے ہیں یعنی اہل ارم۔ یہ لوگ سام بن نوح ؑ کی اولاد میں سے تھے۔

(درس القرآن فرمودہ حضرت خلیفہ اول رضؓ)
(سورۃ الفجر ص۶۸۴)

س:۔ عاد قوم کہاں رہتی تھی۔؟

ج:۔ عاد قوم کا خاص مسکن یمن سے خلیج فارس کے دھانے تک جنوبی عرب میں پھر ساحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ عراق تک تھا۔

قوم عاد عرب کے جنوب مشرقی علاقہ میں خلیج فارس کے ساحل پر آباد تھی۔

عاد قوم جس علاقے میں آباد تھی وہ نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ باغات اور چشموں کی فراوانی تھی اور بہت سی نعمتیں اور آسائشیں انہیں مہیا تھیں۔

جیسا کہ سورۃ الشعراء میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۔ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۔

ترجمہ:۔ اس نے تمہاری مدد کی ہے۔ چارپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے دے کر۔

س۲:۔ عاد قوم کا مذہب کیا تھا؟

ج:۔ عاد قوم بت پرست تھی۔ بت تراشی میں ماہر تھی۔ دیوتاؤں کے بت بنا کر پرستش کرتی تھی۔

س :- عاد قوم کیسی قوم تھی ؟ -

ج :- عاد قوم بت تراشی کے علاوہ فن تعمیر میں کمال رکھتی تھی -

سورۃ الفجر میں آتا ہے -

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ

ترجمہ :- وہ لوگ جن کی مانند کوئی قوم ان ملکوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی تھی -

فن کاری میں تمام ہم عصر قوموں میں ممتاز تھی - مجسمے بناتی تھی اور عالی شان مکان اور بڑی بڑی کوٹھیاں بناتی تھی - بڑی بڑی فیکٹریاں اور کیمسٹری کے مراکز تیار کرتی تھی -

سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ -

ترجمہ :- کہ تم ہر اونچی جگہ پر نشان کھڑا کرتے ہو - فضول کام کرتے ہوئے -

عاد قوم اپنے اونچے مقامات پر یادگاریں قائم کرنے کی عادی تھی -

عاد قوم کی تہذیب کی بنیاد علم ہندسہ، کیمسٹری اور ہیئت پر تھی - آلات جنگ کی بعض حیرت انگیز ایجادات انہی کے زمانہ میں ہوئی ہیں -

س :- عاد قوم کا پیشہ کیا تھا ؟

ج :- عاد قوم زراعت پیشہ تھی -

حضرت ھودؑ کا ان سے یہ کہنا بتاتا ہے -

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ (ھود: ۵۲)

ترجمہ :- اور اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش مانگو .....

کہ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ تم پر خوب برسنے والا بادل بھیجے گا اور تمہاری موجودہ قوت کے ساتھ مل کر تمہیں قوت میں بڑھا دے گا۔

یہ لوگ بارانی زمینوں والے تھے۔

س :- عاد قوم کا مرکزی مقام کون سا تھا ؟

ج :- عاد قوم کا مرکزی مقام احقاف تھا۔

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ -

ترجمہ :- اور عاد کے بھائی (ھود) کو یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا۔

(سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۲۲)

س :- احقاف کے کیا معنی ہیں۔

ج :- احقاف۔ حقف کی جمع ہے۔

ریت کے وہ ٹیلے جو ایک طرف جھکے ہوتے ہوں یعنی گرنے کی طرف مائل ہوں۔

احقاف۔ لغت کے لحاظ سے ریت کے ٹیڑھے اور ترچھے ٹیلوں کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاحِ عرب میں دو علاقوں کو کہتے ہیں جو خود شاداب ہیں لیکن صحرا کے پاس ہیں اور صحرا سے ریت اڑا کر ان علاقوں میں ٹیلے بنا دیتی ہے۔

جنوبی احقاف اور شمالی احقاف

جنوبی احقاف، عرب کے جنوب کی جانب یمن سے شروع ہو کر صنعاء کے نیچے نیچے عدن سے اوپر مشرق کی طرف چلا گیا ہے۔

دوسرا علاقہ شمالی احقاف جو بصریٰ سے نیچے کی طرف عراق کے

بیابان کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ ھود ص۲۰۴)

سؤال ۱: ان علاقوں کا نام احقاف کیوں پڑا؟

ج: ممکن ہے کہ عذاب آنے کے بعد ان علاقوں کا نام احقاف پڑ گیا ہو۔ یا صحرا کی ریت آنے سے ٹیلے بن گئے ہوں۔ تباہی کے بعد اس علاقے کا نام احقاف پڑا۔ شہر ریت کے ٹیلوں میں دب گیا اور ٹیلے ہی ٹیلے نظر آنے لگے۔

سؤال ۲: عاد قوم کی اخلاقی حالت کیسی تھی؟

ج: عاد قوم سخت متکبر قوم تھی۔ ظالم اور سرکش قوم تھی۔ شرارت میں حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اپنے سے ہر قوم کو حقیر سمجھتی تھی۔ حق کا جان بوجھ کر انکار کرنے والی قوم تھی۔

سورۃ حٰمٓ سجدہ میں ان کی حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

ترجمہ: اور عاد قوم نے زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر سے کام لیا ہے۔

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔

(سورۃ حٰمٓ سجدہ)

ترجمہ: اور انھوں نے کہا۔ ہم سے زیادہ طاقت میں کون ہے۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ۔

(سورۃ شعراء)

ترجمہ: اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو ظالموں کی طرح ہی پکڑتے ہو۔

سؤال ۳: جب عاد قوم سرکشی، نخوت اور تکبر میں حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے

ان کی طرف کس کو نبی بنا کر بھیجا۔

ج :۔ حضرت ھود علیہ السّلام کو۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ

(سورۃ ھود)

(ترجمہ :۔ اور عاد قوم کی طرف ان کے بھائی ھود کو نبی بنا کر بھیجا)۔

س۴ :۔ حضرت ھود علیہ السّلام کا تعلق عاد کی کس شاخ سے تھا؟

ج :۔ عاد کی سب سے معزز شاخ خلود سے آپ کا تعلق تھا۔

س۵ :۔ حضرت ھودؑ کا پیشہ کیا تھا۔

ج :۔ حضرت ھودؑ تجارت کیا کرتے تھے۔

س۶ :۔ حضرت ھودؑ کا حلیہ مبارک کیسا تھا۔؟

ج :۔ حضرت ھودؑ کا سرخ و سفید رنگ تھا۔ آپ وجیہ تھے۔ اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔

(عینی جلد، کتاب الانبیاء)

س۷ :۔ حضرت ھودؑ نے انہیں کیا تعلیم دی؟

ج :۔ حضرت ھودؑ نے انہیں دعوت توحید دی۔ اور کہا کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور یہ دولت و عظمت اور قوت جو تمہیں حاصل ہے۔ یہ خدا کی عطا کردہ ہے۔ اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ

(سورۃ ھود)

ترجمہ :۔ اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اس کی

طرف رجوع کرو۔

س۱۸:۔ عاد قوم نے حضرت ھودؑ کی نصیحتوں کا کیا جواب دیا؟

ج:۔ عاد قوم نے حضرت ھودؑ کی توہین کی اور کہا کہ تو کوئی روشن نشان نہیں لایا۔ ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور یہ کہ ہمارے کسی بت نے تیرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا۔

قوم کے سرداروں نے کہا کہ اے ھود! ہم تجھے کم عقل اور جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔

س۱۹:۔ حضرت ھودؑ نے انہیں کیا جواب دیا اور کون سے دلائل دے کر سمجھایا؟۔

ج:۔ حضرت ھودؑ نے جواب دیا کہ مجھ میں کم عقلی نہیں پائی جاتی بلکہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں اور تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب یاد دلایا جس نے حضرت نوحؑ کی قوم کو ان کی سرکشی کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا تھا۔

س۲۰:۔ قوم عاد نے حضرت ہودؑ کی نصائح کا کیا جواب دیا۔؟

ج:۔ قوم عاد نے کہا۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۔

(الشعراء : ۱۳۶)

ترجمہ:۔ تیرا وعظ کرنا یا نہ کرنا ہمارے لیے برابر ہے دیکھو کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں وہ تو پہلے زمانہ کے لوگوں سے رائج ہیں اور ہم پر کبھی عذاب نہیں آئے گا۔

س۲۱:۔ حضرت ہودؑ نے ان کی حد سے بڑھتی ہوئی شرارتوں پر کیا کیا۔

ج :۔ آپ نے فرمایا۔

اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝

ترجمہ :۔ میں اللہ کو اس (بات) کا گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جس کسی کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو۔ میں اس سے بے زار ہوں۔ اس کو چھوڑ کر تم سب مل کر میرے خلاف منصوبہ کرو اور مجھے کوئی ڈھیل نہ دو۔

پھر آپ نے کہا کہ میرا اپنے رب پر توکل ہے اور وہ میری مدد کے لیے آرہا ہے۔ قریب کی راہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا تم سب پر تصرف ہے اور یہ کہ اگر تم نے خدا کو نہ مانا تو تمہارے علاوہ وہ کسی اور قوم کو جانشین بنا دے گا۔ اور تم اس کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔ میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔

س۲۲ :۔ حضرت ھودؑ کی قوم نے آپ سے کیا مطالبہ کیا۔

ج :۔ قوم عاد نے کہا۔

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

ترجمہ :۔ کہ اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتا ہے۔

س۲۳ :۔ حضرت ھودؑ نے ان کے عذاب کے مطالبے پر کیا جواب دیا؟

ج :۔ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝

(سورۃ اعراف)

ترجمہ :۔ پس تم بھی (میرے لیے عذاب کا) انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ (تمہارے لیے) عذاب کا انتظار کرتا رہوں گا۔

س ۲۴ :۔ عاد قوم کس عذاب سے ہلاک ہوئی ۔؟

ج :۔ آندھی کے عذاب سے۔ جو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی ۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ (سورۃ الحاقہ آیت ۷، ۸)

ترجمہ :۔ اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کیے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا جو یکساں چلتی تھی اور سخت تیز تھی ۔ اس (اللہ) نے ہوا کو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن ان کی تباہی کے لیے مقرر کر چھوڑا تھا ۔ سو اس کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ قوم بالکل گر گئی گویا کہ وہ کھجور کے ایک کھوکھلے درخت کی جڑیں ہیں جن کو تیز آندھی نے گرا کر رکھ دیا ہے ۔

(ترجمہ تفسیر صغیر)

ہوا کا تیز طوفان بلا وقفہ ایک ہفتہ تک چلتا رہا ۔ اور قوم عاد زیر زمین مدفون ہو گئی اور ان کا شہر ریت کے ٹیلوں میں دب گیا ۔

س ۲۵ :۔ عاد قوم کی تباہی کس طرح ہوئی ؟۔

ج :۔ عاد قوم جو ذات العماد کہلاتی تھی ۔ جو مَنْ اَشَدُّ مِنَّا (ترجمہ :۔ کون طاقت میں ہم سے زیادہ ہے)۔ کی دعویدار تھی ۔ وہ خدا کے عذاب سے دوچار ہوئی تو ۔ لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ـــــ کے مطابق ان کے صرف گھر ہی نظر آتے تھے ۔ سب قوم ریت میں دب گئی ۔

انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بڑھتا ہوا بادل دیکھا تو خوش ہوئے کہ یہ ہم پہ بادل برسائے گا (ہم نے کہا) نہیں یہ وہ عذاب ہے جس کو تم جلدی مانگتے تھے ۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب

پوشیدہ ہے۔ یہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی چلی جائے گی۔

(سورۃ الاحقاف)

س۲۶ :۔ قرآن مجید کی کن صورتوں میں عاد قوم کی تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے؟

ج :۔ سورۃ اعراف ، سورۃ ھود ، سورۃ احقاف

سورۃ حٰم سجدہ ، سورۃ القمر ، سورۃ الذاریات

سورۃ الحاقہ

س۲۷ :۔ عذاب تو اور قوموں پر بھی آئے مگر دنوں کے لیے منحوس ہونے کا ذکر کس قوم کے لیے آیا۔

ج :۔ عاد قوم کے لیے۔

اور فی ایام نحسات کے الفاظ آئے۔

سورۃ قمر میں آیا ہے۔

کہ یہ اس قوم کے لیے میلہ اور عید کے دن تھے جنہیں وہ مبارک سمجھتے تھے۔ اس لیے فرمایا کہ جنہیں تم مبارک دن سمجھتے تھے وہی منحوس ثابت ہوئے۔

س۲۸ :۔ حضرت ھودؑ کو تاریخی لحاظ سے کیا اہمیت اور شان حاصل ہے۔

ج :۔ حضرت ھودؑ کو تاریخی لحاظ سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ پہلے نبی ہیں جو عرب میں مبعوث ہوئے۔

س۲۹ :۔ حضرت ھودؑ اور آپ پر ایمان لانے والوں نے کس علاقہ کی طرف ہجرت کی؟۔

ج :۔ حضرت ھودؑ اور آپ کے متبعین نے قوم عاد کی تباہی کے بعد حضرموت کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ھودؑ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو خدا تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان رحمت سے بچا لیا۔

س۳۰:۔ حضرت ھودؑ نے کہاں وفات پائی ۔؟

ج :۔ حضر موت میں ۔

حضر موت کی شمالی سرحد پر ایک مقام تریم ہے۔ تریم سے دو منزل کے فاصلہ پر آپ کی قبر ہے ۔

(قصص القرآن ص ۱۰۲)

س۳۱:۔ عاد قوم کا ذکر قرآن مجید میں کتنی بار آیا ہے ؟

ج :۔ ۲۱ بار ۔

چار مرتبہ سورۃ ھود میں ۔ سورت ہائے شعراء، قمر، اعراف، فجر، ذاریات ، ص ، ق ، توبہ ، ابراہیم ، حج ، مومن ، نجم فرقان ، عنکبوت ، احقاف ،

اور سورۃ فُصِّلَتْ میں ۲ بار ۔

س۳۲:۔ سورۃ ھود کس سپارے میں ہے ۔

ج :۔ سورۃ ھود گیارہویں اور بارہویں سپارے میں ہے ۔

س۳۳:۔ حدیث میں سورۃ ھود کی فضیلت کیا بیان کی گئی ہے ۔؟

ج :۔ حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِقْرَءُوا الْهُوْدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۔

ترجمہ :۔ سورۃ ھود کو جمعہ کے دن پڑھا کرو۔

اس سورۃ میں نظام جماعت کا ذکر ہے۔ اور جمعہ کا دن بھی اجتماع کا دن ہوتا ہے ۔ اس لیے حضورؐ نے اسے جمعہ کے دن پڑھنے کا ارشاد فرمایا ۔

س۳۴:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ہود کے متعلق کیوں فرمایا کرتے تھے کہ سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے ۔ (شَيَّبَتْنِيْ هود)

ج سورہ ہود کی وہ آیت جس کے متعلق آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے درج ذیل ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ.

ترجمہ: پس اے رسولؐ! تو ان لوگوں سمیت جنہوں نے تیرے ساتھ ہو کر (ہماری طرف) رجوع کیا ہے (اس طرح پر) جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے سیدھی راہ پر قائم رہ

حضرت صالح علیہ السلام

س :۔ قوم ثمود کس قوم کی قائم مقام تھی ۔

ج :۔ قوم ثمود قوم عاد کی قائم مقام تھی ۔

جیساکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے ۔

وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ ۔

(سورۃ الاعراف)

ترجمہ :۔ اور یاد کرو۔ جب اللہ تعالٰے نے تم کو عاد کے بعد ان کا قائمقام بنایا ۔

س :۔ عاد ثانیہ کون سی قوم کہلاتی ہے ؟۔

ج :۔ قوم ثمود ۔

س :۔ قوم ثمود کا نام کس نسبت سے "ثمود" پڑا ۔

ج :۔ حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے ایک شخص کا نام ثمود تھا ۔ جس کی طرف یہ قوم منسوب ہے ۔

س :۔ کیا ثمود قوم عربی تھی ۔؟

ج :۔ جی ہاں ۔ ثمود قوم عربی نژاد امت تھی ۔

س :۔ اصحاب الحجر سے کون سی قوم مراد ہے ؟

ج :۔ اصحاب الحجر سے ثمود، قوم صالح مراد ہے جیساکہ ارشاد ربانی ہے ۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ

(الحجر : ۸۰)

ترجمہ :۔ (حجر والوں نے بھی یقیناً ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تھا)

س۶ :۔ ثمود کی بستیاں کن علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں ؟ ۔

ج :۔ ثمود کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان وادی اَلْقُریٰ میں پھیلی ہوئی تھیں ۔

بعض کے نزدیک عدن سے لے کر حدیدہ، حضرموت، حجاز اور تہامہ کے علاقوں میں ثمود قوم رہتی تھی ۔

فتوح الشام کا مصنف لکھتا ہے کہ ثمود قوم بصریٰ سے لے کر عدن تک پھیلی ہوئی تھی ۔

س :۔ قوم ثمود کا ابتدائی مقام یا دارالحکومت کیا کہلاتا تھا ؟۔

ج :۔ قوم ثمود کا دارالحکومت الحجر کہلاتا ہے۔ ابتدا میں اس کا نام سلع تھا الحجر کو مدائن صالح بھی کہتے ہیں ۔

س :۔ الحجر کہاں واقع ہے ۔؟

ج :۔ یہ مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان ہے۔ اور اس وادی کو جس میں حجر واقع ہے ۔ وادی القریٰ کہتے ہیں ۔ جیسا کہ سورۃ الفجر میں آیا ہے کہ ۔

جَابُوْا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وہ وادیوں کو کھود کر اپنے مکان بناتے تھے ۔

س۹ :۔ اس شہر کو الحجر کیوں کہتے ہیں ؟

ج :۔ اسے حجر اس لیے کہتے ہیں کہ مضبوط فصیلوں کا شہر تھا اور پتھروں سے اس کی تعمیر میں بہت کام لیا گیا تھا ۔ اور حجر اس احاطہ قلعہ یا شہر کو کہتے ہیں جس کے گرد پتھروں کی مضبوط دیوار ہو ۔

(تفسیر صغیر صـ ۳۲۹)

س ۹:- ثمود قوم کا ملک کیسا تھا؟ -

ج :- ثمود قوم کا ملک چشموں والا، باغات کی کثرت اور لہلہاتے کھیتوں والا تھا کھجوروں کی کثرت تھی اور زراعت خوب ترقی پر تھی میدانوں اور پہاڑوں دونوں پر ان کی حکومت تھی -

جیسا کہ سورۃ الشعراء میں آتا ہے -

فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۔ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۔ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ۔

ترجمہ :- (باغات اور چشموں میں اور لہلہاتے کھیتوں میں - اور کھجوروں میں جن کے پھل بوجھ کی وجہ سے ٹوٹے جا رہے ہوں اور تم لوگ پہاڑوں کو کھود کھود (اپنی بڑائی پر) اتراتے ہوئے گھر بناتے ہو -

س ۱۰:- ثمود قوم کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

ج :- ثمود قوم بڑی طاقت ور قوم تھی - بڑی متمدن اور متمول قوم تھی - کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا - یہ قوم سال کا کچھ حصہ یعنی گرمیاں پہاڑوں پر سیر و تفریح کرتے ہوئے گذارتی تھی - مگر باوجود اس کے کسی کو ان کے ملک پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی - اور ان کے پیچھے ملک میں امن رہتا تھا -

وَکَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ۔

ترجمہ :- اور وہ پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے تھے اور امن سے رہتے تھے -

میں اس طرف اشارہ ہے -

سردیوں کا موسم یہ میدانی علاقوں میں گذارا کرتی تھی -

ثمود قوم میں تحریر کا رواج کم تھا -

سوال ۱:۔ ثمود قوم کس فن میں ماہر تھی؟

ج:۔ ثمود قوم نے سنگ تراشی میں زبردست کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ یہ قوم پہاڑوں کو کھود کر عالی شان مکان بناتی تھی جو نقش ونگار سے مزین ہوتے تھے۔ اور خوبصورت محلات بھی تعمیر کرتی تھی۔

سورۃ الاعراف آیت ۷۵ میں ان کے فن کمال کا ذکر آیا ہے۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا۔

ترجمہ:۔ تم اس کے میدانوں میں قلعے بناتے تھے اور پہاڑوں میں کھود کر گھر بناتے تھے۔

سوال ۲:۔ ثمود قوم کی دینی حالت کیسی تھی؟

ج:۔ ثمود قوم مشرک تھی۔ اللہ تعالےٰ سے باغی ہو چکی تھی۔ ہر قسم کی برائیوں میں ملوث تھی۔ جزا سزا سے بے نیاز تھی، لہو ولعب میں مصروف رہتی تھی۔ عاد قوم کی دولت اور قوت پر انہیں بڑا ناز اور فخر تھا۔

سوال ۳:۔ اللہ تعالےٰ نے ثمود قوم کی اصلاح کے لیے کس نبی کو مبعوث کیا؟

ج:۔ اللہ تعالےٰ نے ثمود قوم کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے حضرت صالحؑ کو بھیجا تاکہ وہ اس قوم کو توحید کا درس دیں۔ جیسا کہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بنا کر بھیجا تھا اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

سوال ۴:۔ صالح کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے کیا معانی ہیں؟

ج:۔ صالح عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے معانی ہیں مناسب حال عمل کرنے

والا۔نیک اور موقع محل کے مطابق کام کرنے والا ۔

صالح کے معنی ہیں درست جس میں صلاحیت پائی جائے ۔

صالح۔ وہ شخص جس کی زندگی اپنے ماحول کے مطابق ہو اور جس کا

وجود خیر ہی خیر ہو۔

سؤال ۵ :۔ حضرت صالح نے اپنی قوم کو کیا پیغام دیا۔

ج :۔ حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کریں جس نے انہیں زمین سے اٹھایا اور بلندی عطا کی اور اس میں آباد کیا اور خدا تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کریں۔ اور اس کی طرف کامل رجوع اختیار کریں۔کیونکہ خدا تعالےٰ قریب ہے اور دعائیں قبول کرتا ہے۔

سؤال ۶ :۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو حصول عزت کا کیا طریق بتایا ؟۔

ج :۔ حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم کو عزت کے حصول کے لیے دو طریق بتائے۔

۱۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

۲۔ اور میری اطاعت کرو۔

جیسا کہ سورۃ الشعراء میں آتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

ترجمہ :۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

سؤال ۷ :۔ حضرت صالح کی قوم نے آپ کی نصائح کا کیا جواب دیا ؟۔

ج :۔ انہوں نے حضرت صالح ؑ کا تمسخر اڑایا اور آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ ہم تو تم سے امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔لیکن تو تو الٹا قوم کو تباہ کر رہا ہے۔

اور ہمیں اپنے باپ دادوں کے عبادت کے طریق سے روک کر ان کی

جڑیں کاٹ رہا ہے۔ ہم تمہاری تعلیم کے متعلق بے چین کر دینے والے شکوک میں پڑے ہوئے ہیں۔ جیساکہ سورۃ الھود آیت نمبر ۶۳ میں آتا ہے

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ اے صالح! اس سے پہلے تو تو ہمارے درمیان امید کی جگہ سمجھا جاتا تھا کیا تو ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ ہم ایسی چیز کی عبادت کریں۔ جس کی عبادت ہمارے باپ دادے کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ہم یقیناً جس بات کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے متعلق ایک بے چین کر دینے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ثمود قوم نے حضرت صالحؑ کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔

(معاذاللہ) آپ کو سخت جھوٹا اور متکبر کہا۔ جس کا ذکر سورۃ قمر آیت ۲۵، ۲۶ آیا ہے۔

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝۔

ترجمہ:۔ پس انہوں نے کہا۔ کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک آدمی کی پیروی کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تب ہم ایک بڑی گمراہی اور جلنے والے عذاب میں پڑ جائیں گے۔ کیا خدا کی وحی ہم میں سے اسی پر نازل کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت جھوٹا اور متکبر ہے۔

سوال:۔ قوم ثمود نے حضرت صالحؑ پر کیا الزام لگایا؟

ج :۔ قوم ثمود نے حضرت صالحؑ پر لوگوں سے رشوت لے کر ان کی ایجنٹی کرنے کا الزام لگایا۔ اور کہا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ

ترجمہ :۔ کہ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے کھانا دیا جا رہا ہے۔

س ۱۹ :۔ حضرت صالحؑ نے قوم کے سوالوں کا کیا جواب دیا؟

ج :۔ آپ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ تم کہتے ہو کہ اس تعلیم کی وجہ سے ہمیں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں اور اگر تو انہیں پیش نہ کرتا تو ہم تجھے اپنا لیڈر بنانے کے لیے تیار تھے۔ سوچو تو سہی کہ اگر میں فی الواقع خدا کی طرف سے ہوں تو اس کو چھوڑ کر تمہاری لیڈری مجھے کیا نفع پہنچا سکتی ہے اس صورت میں تمہاری امداد تو میرے لیے نقصان ہی نقصان کے سامان پیدا کرے گی۔

جیسا کہ سورۃ ھود آیت ۶۳ میں آیا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ

ترجمہ :۔ اس نے کہا اے میری قوم! مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی جناب سے رحمت بھی عطا کی ہے۔ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابل پر کون میری مدد کرے گا۔ پس تم تو مجھے صرف گھاٹے میں ہی بڑھاؤ گے۔

س ۲۰ :۔ حضرت صالحؑ پر کون لوگ ایمان لائے؟

ج :۔ حضرت صالحؑ پر غریب اور کمزور لوگ ایمان لائے۔ قوم کے بڑے لوگوں نے آپ پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ کیا یہ سچ مچ خدا کا رسول ہے۔

س ؛۔ حضرت صالحؑ کی قوم کتنے فریقوں میں بٹ گئی ۔؟

ج :۔ حضرت صالحؑ کی قوم کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے ۔ کچھ لوگوں نے تو حضرت صالحؑ کو مان لیا ۔ اور کچھ لوگوں نے انکار کر دیا ۔

جیسا کہ سورۃ النمل آیت نمبر ۴۶ میں آتا ہے ۔

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ پس وہ سنتے ہی دو گروہ ہو گئے ۔ جو آپس میں جھگڑنے لگے ۔

س۲۱ :۔ قوم ثمود نے حضرت صالحؑ کے دعویٰ کی صداقت جانچنے کے لیے کیا طلب کیا ؟

ج :۔ قوم ثمود نے کہا ۔

فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔

(الشعراء)

ترجمہ :۔ کہ اے صالح ! اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو جو نشان تیرے پاس ہے وہ لے آ ۔

س۲۲ :۔ حضرت صالحؑ نے قوم ثمود کے نشان طلب کرنے پر کیا نشان پیش کیا ؟ ۔

ج :۔ حضرت صالحؑ نے خدائی حکم کے مطابق اپنی اونٹنی کی آزادی کو ایک نشان قرار دیا ۔ اور کہا کہ اس اونٹنی کو نقصان پہنچانے پر تمہیں عذاب الٰہی گھیر لے گا ۔ ایک دن اس اونٹنی کے لیے گھاٹ سے پانی پینا مقرر ہے اور ایک دن تمہارے لیے گھاٹ سے پانی لینا مقرر ہے ۔

سورۃ الشعراء میں اس کا ذکر یوں آیا ہے ۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ :۔ حضرت صالحؑ نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے لیے گھاٹ پر پانی پینا مقرر ہے اور ایک دن تمہارے لیے گھاٹ سے پانی لینا مقرر ہے۔ اور تم اس کو کوئی نقصان نہ پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ پکڑے گا۔

سورۃ الشمس میں آتا ہے۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝

ترجمہ :۔ پس ان کو اللہ کے رسول (حضرت صالحؑ) نے کہا کہ اللہ کے لیے وقف شدہ اونٹنی سے بچتے رہو اور اسی طرح اس کے پانی پلانے کے معاملے میں بھی ہر قسم کی سرکشی سے باز آؤ۔

(سورۃ الشمس آیت ۱۴)

س۲۲ :۔ اونٹنی نشان کس طرح تھی؟

ج :۔ عرب اور دوسرے ممالک میں دستور تھا کہ بادشاہ اپنی طاقت کے اظہار کے لیے کوئی جانور چھوڑ دیا کرتے تھے اور اعلان کر دیا کرتے تھے کہ اسے کچھ نہ کہے۔ اگر کوئی کچھ کہتا تو وہ اسے تباہ کر دیا کرتے تھے۔ اس طریق کے نقل میں حضرت صالحؑ نے اپنی اونٹنی کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے نشان مقرر کیا کہ تمہاری دیرینہ رسم کے مطابق اس اونٹنی کو بھی نشان مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر تم اسے دکھ دوگے تو وہ الٰہی گورنمنٹ کا مقابلہ سمجھا جائے گا اور تم عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۱۵ سورۃ ھود)

س۲۳ :۔ اونٹنی کے نشان کا مفہوم بیان کریں؟

ج :۔ اس نشان سے حضرت صالحؑ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ تبلیغ کے لیے مجھے اِدھر اُدھر پھرنے دو۔ اور اس میں روک نہ ڈالو۔ کیونکہ سواری کو روکنے

ہے، مراد سوار کا روکنا ہوتا ہے۔

اور زمین میں اونٹنی کو چرنے دینے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ضروریات دینی کے پورا کرنے کے لیے جو میں مختلف علاقوں میں پھروں تو اس میں روک نہ ڈالو۔

س۲۵:۔ کیا حضرت صالحؑ کی اونٹنی عام لوگوں کی چراگاہوں میں گھومتی پھرتی تھی؟۔

ج:۔ جی نہیں۔

قرآن مجید میں۔

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ۔

ترجمہ:۔ پس تم اس کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین پر چرے کے الفاظ آئے ہیں۔

کہ حضرت صالحؑ کی یہ اونٹنی دور افتادہ زمینوں میں چرے گی وہاں اسے نہ چھیڑا جائے۔

س۲۶:۔ وہ کون سی وادی تھی جس میں حضرت صالحؑ کی اونٹنی چرتی تھی۔

ج:۔ پرانی تاریخوں سے پتہ چلتا تھا کہ حضرت صالحؑ کی اونٹنی فیج الناقۃ وادی میں چرتی تھی۔

حضرت مسیحؑ سے ڈیڑھ سو سال قبل کے ایک جغرافیہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ پرانے یونانی مورخ اسے بیڈانا ٹا لکھتے ہیں جو کہ فیج الناقہ کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ ھود صہ ۲۱۶)

س۲۷:۔ حضرت صالحؑ نے ایک الگ وادی اپنی اونٹنی کے چرنے کے لیے کس لیے مقرر کی تھی۔؟

ج:۔ حضرت صالحؑ نے فساد سے بچنے کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار کرتے

ہوئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر ایسی جگہوں اور وقتوں کو چھوڑ دیا تھا جس میں لوگوں سے مل کر فساد کا ڈر پیدا ہو سکتا تھا۔

حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو سمجھایا تھا کہ تم اس ناقہ کو آزاد پھرنے دو اور اس کے پانی پینے میں روک نہ بنو کیونکہ اس طرح میری تبلیغ میں روک واقع ہو جائے گی۔

س ۲۸:۔ جب حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کے سامنے اپنی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان پیش کر دیا تو پھر قوم ثمود نے کیا تدبیر کی؟

ج:۔ یہ بات سنکر حضرت صالحؑ کی قوم برہم ہو گئی اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو (نعوذ باللہ) منحوس قرار دیا اور آپ کے خلاف سازش کی کہ آپ کو قتل کر ڈالیں۔

جیسا کہ سورۃ النمل میں آیا ہے۔

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ۔

ترجمہ:۔ ہم اس پر اور اس کے گھر والوں پر رات کے وقت حملہ کریں گے۔

س ۲۹:۔ حضرت صالحؑ کے خلاف سازش کرنے میں کتنے آدمی تھے؟

ج:۔ حضرت صالحؑ کے خلاف نو آدمی تھے جنہوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اور آپ کے مشن کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بنائے تھے۔

قرآن مجید میں ہے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

(سورۃ النمل آیت ۴۹، ۵۰)

ترجمہ :- اور شہر میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور
اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم سب اس پر اللہ کی
قسم کھاؤ کہ ہم اس پر اور اس کے گھر والوں پر رات کے وقت
حملہ کریں گے پھر جو بھی اس کے خون کا مطالبہ کرنے آئے گا
ہم اس کو کہیں گے کہ ہم نے اس کے اہل کی ہلاکت کے واقعہ کو نہیں
دیکھا اور ہم سچے ہیں۔

س۳۰ :- کیا ثمود قوم کے نو بڑے سرداروں کا منصوبہ کامیاب ہوا ؟

ج :- جی نہیں۔

وہ اپنی اس سازش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ
بھی اس قوم کی ہلاکت کی تدبیریں کر رہا تھا۔

س۳۱ :- قوم ثمود نے ناکامی و نامرادی سے دوچار ہونے کے بعد اونٹنی کے
ساتھ کیا سلوک کیا ؟

ج :- قوم ثمود نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور علی الاعلان اظہار کر دیا کہ
وہ آپ کو تبلیغ نہیں کرنے دیں گے۔
جیسا کہ سورۃ القمر میں آتا ہے۔
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝

اس پر انہوں نے اپنے سردار کو بلایا جس پر وہ آیا اور اس نے
اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔

س۳۲ :- جس شخص یا سردار نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا اور اس کی ٹانگیں کاٹی تھیں
اس کا کیا نام تھا ؟

ج :- کہتے ہیں کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا "قیدار" نام ایک شخص تھا جس
نے دوسروں سے ہتھیار لے کر ان کے مشورہ سے اونٹنی کو زخمی کیا تھا
کہ وہ چل پھر نہ سکے۔ (درس القرآن صفحہ ۵۲۳ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل)

س ۳۱:- حضرت صالحؑ نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دینے کے بعد قوم کو مزید کتنے دنوں کی مہلت دی؟

ج:- آپ نے اپنی قوم کو بدعملیوں سے بچنے کے لیے تین دن کی مہلت دی اور کہا کہ یہ وعدہ سچا ہے اگر تم نے توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو خدا تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝

(سورۃ ھود)

ترجمہ:- اس نے (حضرت صالحؑ نے) کہا۔ تم تین روز تک اپنے گھروں میں (اپنے حاصل شدہ سامانوں سے) فائدہ اٹھا لو یہ (وعدہ) ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا۔

س ۳۲:- حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو کس قوم کی عذاب کی مثال دی اور کیوں دی؟۔

ج:- حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو عاد کی مثال دی اس لیے کہ وہ عبرت پکڑیں۔

س ۳۳:- ثمود قوم نے کس بات کو ترجیح دی؟۔

ج:- ثمود قوم نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی۔ انہوں نے اپنی سرکشی سے خدا کی تکذیب کی۔

س ۳۴:- ثمود قوم کا کیا انجام ہوا؟ اور کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہو گئی؟

ج:- اتمام حجت ہو چکنے کے بعد قوم چوتھے دن ایک بہت بڑے زلزلے کے ساتھ جس کے ساتھ ایک ہولناک کڑک تھی ہلاک ہو گئی۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

(ھود)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں اس عذاب نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں زمین سے لگے ہوئے ہو گئے گویا انہوں نے ان میں زندگی نہیں گذاری تھی سنو! ثمود نے اپنے رب کے احسانوں کی ناشکری کی تھی سنو! ثمود کے لیے قرب الٰہی سے دوری ہے۔

س ۲۵:۔ ثمود قوم پر عذاب کس وقت آیا اور کس وجہ سے وہ ہلاک ہو گئی؟

ج:۔ ثمود قوم پر صبح کے وقت عذاب آیا۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ

(الحجر)

ترجمہ:۔ پس عذاب نے انہیں صبح صبح آپکڑا۔

سرکشی اور بغاوت اور حد سے بڑھنے کی وجہ سے یہ قوم ہلاک ہو گئی۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ

ترجمہ:۔ پس جو ثمود قوم تھی وہ سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر دی گئی۔

س ۲۶:۔ عذاب آنے کے بعد اس قوم کی کیا حالت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔؟

ج:۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ٥

ترجمہ:۔ ہم نے ان پر ایک ہی عذاب نازل کیا اور وہ ایک باڑ بنانے والے کے درختوں سے گرائے ہوئے چورے کی طرح ہو گئے۔

اور سورۃ الذاریات میں بتایا گیا ہے کہ وہ عذاب کی وجہ سے نہ کھڑے ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے۔ اور سورۃ الشمس میں بتایا۔

ترجمہ:۔ ان کے رب نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت نازل کی اور اس قوم کو مار کر زمین کے برابر کر دیا۔

س ۳۷:۔ قرآن مجید نے اس ہلاکت آفرین آواز کو جس سے صالح کی قوم ہلاک ہوئی کس کس نام سے تعبیر کیا ہے ؟

ج :۔ ۱۔ صاعقہ ۔ کڑک دار بجلی۔

۲۔ رجفہ ۔ زلزلہ ڈال دینے والی شے۔

۳۔ طاغیہ ۔ دہشت ناک

۴۔ صیحہ ۔ چیخ۔

س ۳۸:۔ حضرت صالحؑ نے ہلاک شدگان کو مخاطب ہو کر کیا کہا ؟

ج :۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا۔

یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ

حضرت صالح کا یہ خطاب اسی طرح کا خطاب تھا جس طرح بدر میں مشرکین مکہ کے سرداروں کی ہلاکت پر آنحضورؐ نے مردہ نعشوں کے گڑھے پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

س ۳۹:۔ کیا مردے اس خطاب کو سن سکتے تھے ؟

ج :۔ اس قسم کا خطاب انبیاء کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس لیے اللہ ان کے اس کلام کو بلاشبہ مردوں کو سنوا دیتا ہے۔ اگرچہ وہ جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔

جب حضورؐ نے مشرکین کی لاشوں کو خطاب کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے تعجب سے پوچھا تھا۔ کیا یہ سن رہے ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تم سے زیادہ۔ مگر جواب سے عاجز ہیں۔

دوسرے اس سے زندہ انسان جو ان کے اس انجام کو دیکھ رہے

ہوتے ہیں عبرت حاصل کریں اور کسی قسم کی سرکشی کی جرأت نہ کریں۔
(قصص القرآن صفحہ ۱۹۰ جلد اوّل)

س۲۸:۔ قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد حضرت صالحؑ کہاں چلے گئے؟

ج:۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت صالحؑ فلسطین کے علاقہ میں رملہ کے قریب جا کر آباد ہو گئے۔ (خازن کا قول ہے)۔

اور بعض کے نزدیک حضر موت میں آباد ہوئے اور وہیں وفات پائی تھی۔

س۲۹:۔ حضرت صالحؑ کی قوم ثمود کا ذکر قرآن مجید میں کن سورتوں میں آیا ہے؟

ج:۔ اعراف، ھود، الحجر، الشعراء، نمل، عنکبوت، ذاریات، قمر، حاقہ، بروج، الشمس، النجم۔

س۳۰:۔ قرآن مجید میں حضرت صالحؑ کا نام کتنی بار آیا ہے؟

ج:۔ ۸ بار

س۳۱:۔ ثمود کی قوم کی ہلاکت میں جو نشان پایا جاتا ہے وہ آنے والی نسلوں کو کیا سبق دیتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

ترجمہ:۔ اس میں یقیناً ایک بڑا نشان تھا۔ لیکن ان میں سے اکثر مومنوں میں شریک نہ ہوئے۔

کہ اس واقعہ میں ایک بڑا نشان ہے جو آئندہ آنے والی نسلوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے تبلیغی راستہ میں روڑے اٹکانا اور خدا تعالیٰ کے نام بلند کرنے کی اجازت نہ دینا قوموں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

کا مستحق بنا دیتا ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء صفحہ ۲۲۲)

اور خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے ماتحت اپنے صالح بندوں کی تبلیغی مساعی میں برکت ڈالتا ہے اور انہیں دنیا کے لیے راہنما بنا دیتا ہے۔

س۴۴ :۔ "ناقۃ اللہ" سے اور کیا مراد ہے؟

ج :۔ بعض لوگوں نے ناقۃ اللہ سے مراد حضرت صالحؑ کا وجود لیا ہے اور تاکل سے مراد، ان کا تبلیغ کرنا۔

(قرآن مجید صفحہ ۲۹۸)

س۴۵ :۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا (سورۃ الشمس) میں ناقۃ اللہ کے لفظ میں کونسی لطیف مثال بیان کی گئی ہے۔

ج :۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے مشابہت دی ہے اور مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اس غرض کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اور اس کے فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر سوار ہو جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔ سو نفس پرست لوگوں کو جو حق سے منہ پھیر رہے ہیں۔ تہدید اور انذار کے طور پر فرمایا کہ تم لوگ بھی قوم ثمود کی طرح ناقۃ اللہ کا سقیا یعنی اس کے پانی پینے کی جگہ جو یادِ الٰہی اور معارف الٰہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی موقوف ہے اس پر بند کر رہے ہو اور نہ صرف بند بلکہ اس کے پیر کاٹنے کے فکر میں ہو تا وہ خدا تعالیٰ کی راہوں میں چلنے سے بالکل رہ جائے۔

(درس القرآن فرمودہ حضرت خلیفہ اول
صفحہ ۶۸۷، ۶۸۸)

س۶۹ :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے موقعہ پر مقام حجر اترے تو آپ نے صحابہ کو کیا حکم دیا؟

ج :۔ آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ پانی بھریں یہ حکم سن کر صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے۔ اور پانی بھر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو۔ اور اس پانی کو بہا دو۔

(بخاری جلد اول کتاب الانبیاء باب قول اللہ
(والی ثمود اخاھم صالحاً)

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ نہ یہاں ٹھہرو اور نہ یہاں کسی چیز سے فائدہ اٹھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ۔ اس لیے کہ اس بستی پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایسی بستیوں میں داخل ہو تو خدا سے ڈرتے، عجز وزاری کرتے اور روتے ہوئے داخل ہو۔

(تاریخ ابن کثیر جلد نمبر ا صـ ۱۲۸)

حضرت لُوط علیہ السّلام

س ۱۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کے والد کا کیا نام تھا؟

ج ۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کے والد کا نام "حاران" تھا۔

س ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت لُوط علیہ السّلام کا آپس میں کیا رشتہ تھا؟

ج ۔ حضرت لُوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بھائی حاران کے بیٹے تھے۔ اس طرح آپ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔

س ۳۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کی پرورش کس نے کی؟

ج ۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کی پرورش حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کی اور برابر اپنے ساتھ رکھا۔ کیونکہ حضرت لُوطؑ کے والد آپ کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بڑھاپے کی عمر تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے آپ حضرت لُوط علیہ السّلام کو اپنا وارث ہی سمجھتے تھے۔ اور حضرت لُوط علیہ السّلام سے بہت پیار کرتے تھے۔

س ۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر سب سے پہلے کون لوگ ایمان لائے؟

ج ۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر سب سے پہلے حضرت سارہؓ اور حضرت لُوطؑ ایمان لائے تھے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ (عنکبوت)

ترجمہ: پس حضرت لُوطؑ اس پر ایمان لائے اور اس نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر جانے والا ہوں)

س ۵۔ ملت ابراہیمی کے پہلے مسلم اور السابقون الاولون کون تھے۔

ج ۔ حضرت سارہؓ ۔ حضرت لوطؑ

س۶ ،۔ کیا حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضرت لوطؑ نے بھی ہجرت کی تھی ؟

ج ،۔ جی ہاں ۔ قوم کی مخالفتوں سے تنگ آکر حضرت ابراہیمؑ نے وطن سے ہجرت کی تو حضرت لُوط علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے ۔

س۷ ،۔ حضرت لُوط علیہ السلام ہجرت کے بعد کہاں گئے ؟

ج ،۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے الگ ہوکر حضرت لوط علیہ السلام شرق اُردن کے علاقے سدوم اور عمورہ چلے گئے تاکہ وہاں دینِ حق پھیلائیں اور لوگوں کو سچائی کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کریں ۔

س۸ ،۔ حضرت عثمان رضؓ کی ہجرت کے وقت حضورؐ نے کس نبی کی ہجرت کا ذکر کیا ۔

ج ،۔ حضرت عثمان رضؓ جب اپنی زوجہ رقیہؓ مطہرہ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے تو رسول اکرمؐ نے فرمایا ۔ ان عثمان اوّل مهاجر باهله بعد لوط
بلاشبہ لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اپنی بیوی سمیت ہجرت کی ۔

س۹ ،۔ کیا حضرت لُوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مصر کی طرف بھی ہجرت کی ؟

ج ،۔ جی ہاں ۔ حضرت لُوط علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کی ہجرتوں میں ہمیشہ ساتھ رہے ہیں ۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تھے ۔ تو اُس وقت بھی اُن کے ہم سفر تھے ۔

س۱۰ ،۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو کس وجہ سے شرقِ اُردن کے علاقوں سدوم اور عمورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا ۔

ج ،۔ توارت میں ہے کہ مصر کے قیام میں چونکہ دونوں کے پاس کافی ساز و سامان تھے اور مویشیوں کے بڑے بڑے ریوڑ تھے ۔ اس لئے اُن کے چرواہوں اور محافظوں کے درمیان بہت زیادہ کشمکش رہتی تھی ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چرواہے چاہتے تھے کہ اس چراگاہ اور سبزہ زار سے ہمارے ریوڑ فائدہ اُٹھائیں اور حضرت لوط علیہ السلام کے چرواہوں کی خواہش ہوتی تھی کہ اوّل ہمارا حق سمجھا جائے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس صورتِ حال کا اندازہ کر کے حضرت لُوط علیہ السلام سے مشورہ کیا اور دونوں کی صلاح سے یہ طے پایا کہ باقی تعلقات کی خوشگواری اور دائمی محبت و الفت کی بقا کیلئے ضروری ہے کہ حضرت لوطؑ مصر سے ہجرت کر کے شرقِ اُردن کے علاقہ سدوم اور عمورہ چلے جائیں اور وہاں رہ کر دینِ حنیف کی تبلیغ کریں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کا پیغام حق سناتے رہیں۔ (قصص القرآن جلد اوّل ص ۲۵۶ - ۲۵۷)

سؔ ۱۱۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کے تحت کتنی بستیاں تھیں؟

ج ۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کے زیرِ تبلیغ پانچ بستیاں تھیں۔

سؔ ۱۲۔ وہ بستیاں کہاں واقع تھیں۔

ج ۔ موجودہ شرقِ اُردن اور فلسطین کے درمیان ایک مشہور جھیل ہے جس کے نام بحیرہ میت ۔ بحیرہ مُردار اور بحیرہ لُوط ہیں اس جھیل کے جنوبی حصّے میں سرسبز شاداب وادی واقعہ تھی جس میں کئی بستیاں، سدوم، عمورہ، گمارا، صوعغر آباد تھیں۔

(درس القرآن ص ۳۲۵ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل)

سؔ ۱۳۔ سدوم اور عمورہ کی بستیاں کیسی تھیں؟

ج ۔ یہ بستیاں بہت سرسبز و شاداب تھیں۔ پانی کی کثرت تھی زمین زرخیز تھی۔ پھلوں کی بہتات تھی۔ باغات کی کثرت تھی۔ لوگ خوب کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ان کے باشندے خوشحال اور فارغ البال تھے۔

سؔ ۱۴۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنا مسکن کس بستی کو بنایا؟

ج ۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنا مسکن سدوم کی بستی کو بنایا جو سب سے زیادہ مشہور اور آباد تھی۔

سؔ ۱۵۔ قومِ لُوط کی اخلاقی حالت کیسی تھی؟

ج ۔ ہر قسم کی نعماء سے مالا مال ہونے کی وجہ سے یہ لوگ بجائے عبدِ شکور

بننے کے نہایت مغرور، متکبر اور سرکش ہو گئے تھے شیطانی اعمال بجالاتے تھے، بے حیائی اور بدکرداری کی انتہا تھی اور یہ فعل اعلانیہ کرتے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر کرتے قرآن مجید نے ان کے اس فعل شنیعہ کا ذکر کیا ہے۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ (الاعراف رکوع ۱۰ آیت ۸۲)

ترجمہ:۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کے ارادہ سے آتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو۔

اہل سدوم اور عمورہ بد اخلاقی اور بدکاری میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ ان میں شرافت اور انسانیت کی کوئی خوبی نہ پائی جاتی تھی اسی نسبت سے قوم کے بدکاروں کو سیڈومی کہتے ہیں۔

عام لوگوں کے علاوہ سرداران اور قوم کے حکماء بھی اخلاق سے عاری تھے۔ اس قوم میں یہ برائی بھی تھی کہ یہ اپنی بستیوں میں داخل ہونے والے مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں الفاظ آئے ہیں۔

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ط

ترجمہ:۔ اور تم ڈاکے مارتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ حرکتیں کرتے رہو۔)

س:۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کیا کہا؟

ج:۔ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری جانب ایک امانت دار پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں تم خدا سے ڈرو، میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ جیسا کہ اس کا ذکر سورۃ الشعراء رکوع ۹ میں آیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم کو اخلاقی برائیوں سے بچنے کی بھی تلقین کی اور کہا۔

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝

ترجمہ۔ کیا تمام مخلوقات میں تم نے نروں کو اپنے لئے چنا ہے اور تم ان کو چھوڑتے ہو اور جن کو تمہارے رب نے تمہاری بیویوں کی حیثیت سے پیدا کیا ہے بلکہ تم حد سے بڑھی ہوئی قوم ہو۔

سورۃ اعراف میں آتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے ساری قوموں میں سے کسی نے نہیں کی تھی۔

س۲۸۔ قوم نے آپ کی نصائح کا کیا جواب دیا؟

ج۔ قوم لوط پر حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت الی الحق اور پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب بہت گراں گذری۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے طنزاً کہنے لگے کہ ہم تمہاری پاکیزگی کو جانتے ہیں۔ تم بڑے نیک بنے پھرتے ہو۔ تم تو ایک ایسا گروہ ہو جو نیکی اور تقویٰ کا دعویٰ کرتے ہو لیکن نیک نہیں ہو اور ہمیں تمہارے مشورے کی کوئی ضرورت نہیں۔

س۲۹۔ قوم لوط نے آپ کو کیا دھمکی دی؟

ج۔ انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی جیسا کہ سورۃ اعراف اور سورۃ نمل میں آتا ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝

ترجمہ۔ اس پر اس کی قوم نے صرف یہی کہا کہ (اے لوگو) لوط اور اس کے ساتھیوں کو شہر سے نکال دو وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنی پاکیزگی پر اتراتے ہیں۔

اور سورۃ الشعراء میں آتا ہے۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ○

ترجمہ:۔ انھوں نے کہا۔ اے لُوط! اگر تو باز نہ آیا تو تُو ملک بدر کیے جانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

س ۱۹:۔ حضرت لُوط علیہ السّلام نے اُنھیں کیا جواب دیا؟

ج:۔ آپ نے دُعا کی اور ان کے عمل کو نفرت سے دیکھا اور آپ نے فرمایا۔

اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ○

ترجمہ:۔ یقیناً میں تمہارے عمل کو نفرت سے دیکھتا ہوں۔

س ۲۰:۔ حضرت لُوط علیہ السلام کی اس بات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج:۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کی اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عمل بد سے نجات مانگنی چاہیئے اور یہ کہ بُرے اعمال سے ہمیشہ نفرت کرنی چاہیئے نہ کہ گمراہ اور خطا کار انسان کو قابل نفرت سمجھنا چاہیئے۔

س ۲۱:۔ کیا حضرت لُوط علیہ السّلام کی جدوجہد کا کوئی نتیجہ نکلا؟

ج:۔ جی نہیں۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کی لگاتار کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ سدوم اور عمورہ کے سرکش لوگ بے حیائی کے کاموں میں پڑے رہے تب حضرت لُوط علیہ السّلام نے انھیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا تاکہ وہ اپنی بے حیائیوں اور بدکرداریوں سے باز آجائیں۔

س ۲۲:۔ عذاب الٰہی کی خبر سن کر قوم لُوطؑ نے حضرت لُوط علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟

ج:۔ قوم لُوطؑ نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے ڈراتے ہو اُسے لے آؤ۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

س ۲۳:۔ قوم کی جانب سے اس بے خوفی اور بے باکی کے مظاہرہ پر حضرت لُوطؑ نے

کیا دُعا مانگی؟

ج:۔ حضرت لُوط علیہ السّلام نے اس قوم کی سرکشی اور بے باکی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے خدا تعالےٰ سے یہ دُعا کی۔

رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مفسد قوم کے خلاف میری مدد کر۔

س۲۴:۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت لُوط علیہ السّلام کو عذاب کی خبر کن کے ذریعہ دی؟

ج:۔ خدا تعالےٰ نے حضرت لُوط علیہ السّلام کی دُعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بچانے کے لئے اور قوم کو عذاب سے دوچار کرنے کی موعود خبر اپنے فرستادوں کے ذریعہ دی۔

س۲۵:۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کا ذکر حضرت ابراہیمؑ کے ذکر سے کیوں شروع کیا جاتا ہے؟

ج:۔ کیونکہ حضرت لُوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ماتحت نبی تھے۔ اِس لئے جہاں بھی قرآن مجید میں حضرت لُوط علیہ السلام کا ذکر آیا ہے وہاں حضرت ابراھیم علیہ السّلام کے ذکر سے اُسے شروع کیا ہے۔

س۲۶:۔ حضرت لُوط علیہ السّلام کی قوم کو تباہی کی خبر دینے والے حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہلے کیوں گئے تھے؟

ج:۔ فرستادے پہلے حضرت ابراھیمؑ کے پاس اِس لئے گئے تھے ایک تو اس لیے کہ حضرت لُوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ماتحت نبی تھے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ان کی آپس میں رشتہ داری تھی۔

س۲۷:۔ حضرت ابراھیمؑ نے جب ان فرستادوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا اہم معاملہ ہے؟ تو اُنہوں نے کیا جواب دیا؟

ج:۔ اُنہوں نے کہا۔ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُنہیں عذاب کی خبر دیں۔ ہاں لُوط کا خاندان اس سے مستثنیٰ ہے۔ سوائے اس

اس کی بیوی کے

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے سوائے لوطؑ کے پیروؤں کے کہ ان سب کو ہم بچا لیں گے۔ ہاں اس کی بیوی کے متعلق اندازہ ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گی۔

فرستادوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ تسلی بھی دی تھی کہ آپ حضرت لوط علیہ السلام کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

س ۴۸:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوطؑ کی بستی سے عذاب کے ٹلانے کے لئے کیا دعائیں مانگیں؟

ج:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دردمند دل رکھنے والے اور بُردبار تھے۔ آپ نے حضرت لوطؑ کی قوم کے عذاب سے بچائے جانے کیلئے دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ قرآن مجید میں۔

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ

"وہ لوطؑ کی قوم کے متعلق ہمارے ساتھ جھگڑنے لگا" کے الفاظ آئے ہیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سنا کہ لوط علیہ السلام کی بستی کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو غم سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔

چنانچہ بائبل میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اے خدا کیا تو نیکوں کی موجودگی میں بُروں کو ہلاک کر دے گا اور فرمایا اگر اس میں پچاس نیک ہوں اور باقی بُرے ہوں تو کیا ان پچاس کی خاطر تو ان باقیوں کو نہیں بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام کیا اور کہا اے ابراہیمؑ! اگر

ان میں اتنے نیک ہوئے تو میں ان کی خاطر باقیوں کو بھی بچا لوں گا۔ آخر گرتے گرتے حضرت ابراھیمؑ نے کہا کہ اگر دس نیک ہوں تو کیا دس کی خاطر دوسروں کو نہیں بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہر ایک بات مانتا گیا آخر حضرت ابراھیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ دس نیک بھی اس بستی میں موجود نہیں اور خاموش ہو گئے۔

(پیدائش باب ۱۸)

س ۲۸۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے قوم لوطؑ کے متعلق کیا کہا؟

ج ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ تو اس سفارش سے رُک جا کیونکہ تیرے رب کا آخری حکم آچکا ہے اور ان کفار کی ایسی حالت ہے کہ ان پر نہ ٹلنے والا عذاب آکر رہے گا جیسا کہ سورۃ ہود آیت ۷۷ میں ذکر ہے۔

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

ترجمہ۔ اے ابراہیم علیہ السلام تو اس سفارش سے رُک جا۔ کیونکہ تیرے رب کا آخری حکم آچکا ہے اور ان کفار پر نہ ٹلنے والا عذاب آکر رہے گا۔

س ۲۹۔ یہ رُسل کون تھے؟

ج ۔ بعض لوگوں کے نزدیک یہ فرشتے تھے اور بعض کے نزدیک یہ فرشتہ خصلت انسان تھے۔ جنہیں ان کی نیکی کی وجہ سے مَلک کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت۔

إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

ترجمہ۔ یہ تو ایک معزز فرشتہ ہے۔)

کے الفاظ کہے گئے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے نزدیک بھی رسولوں

سے مُراد بعض نیک لوگ تھے جو خدا سے وحی پاکر پہلے حضرت ابراھیمؑ کے
پاس اور پھر حضرت لُوطؑ کے پاس آئے تھے۔

س ۳۰۔ جب وہ رُسل حضرت لُوطؑ کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے کیا کہا؟
ج۔ حضرت لُوطؑ نے اُنہیں دیکھ کر کہا کہ آپ اس علاقہ میں اجنبی معلوم ہوتے
ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الحجر میں آتا ہے کہ

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ۝

س ۳۱۔ ان رسولوں کو دیکھ کر حضرت لوط علیہ السلام کو کیوں غم ہوا؟
ج۔ حضرت لُوط علیہ السلام کو یہ رُسل دیکھ کر اس وجہ سے غم پہنچا اور ان
کا دِل تنگی محسوس کرنے لگا کہ قوم کے لوگوں نے آپ کو غیر معروف
مسافروں کو گھر میں لانے سے منع کیا ہوا تھا۔

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

ترجمہ۔ اور جب ہمارے فرستادے لُوط کے پاس آئے۔ تو ان
کی وجہ سے انہیں دُکھ پہنچا اور ان کی وجہ سے اس کا سینہ تنگ
ہوگیا۔ (العنکبوت)

بائبل میں یہ واقعہ اس طرح درج ہے اور حضرت مصلح موعود
فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ

جب یہ لوگ حضرت لُوط علیہ السلام کی بستی کے پاس پہنچے تو حضرت لُوطؑ
نے ان لوگوں کو اپنے گھر چلنے کی دعوت دی۔ انہوں نے اس سے انکار کیا۔ غالباً
اس سے ڈرے ہونگے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو تکلیف ہو گی۔ مگر حضرت
لُوط علیہ السلام نے اصرار کیا۔ انہوں نے انکار پر اصرار کیا۔ اس پر حضرت لُوط
علیہ السلام کو تکلیف ہوئی اور اسی تکلیف کا اس جگہ ذکر آیا ہے۔
اور خدا کا اپنے نبی کی مہمان نوازی کی شان بتانا مقصود ہے نہ کہ اس کے
بخل اور بد خلقی کا اظہار۔ (خروج باب ۱۹)

س ۳۲۔ حضرت لوط علیہ السلام مہمانوں کو کیوں گھر لے آئے تھے ؟

ج ۔ حضرت لوط علیہ السلام چونکہ مہمان نواز تھے۔ وہ مسافروں کو گھر لے آتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ لوگ اگر باہر رہیں گے تو لوٹ لیے جائیں گے طالمود جو یہود کی روایات اور تاریخ کی کتاب ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ان بستیوں کے لوگ مسافروں کو لوٹ لینے کے عادی تھے۔

(جیوش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ سدوم)

س ۳۳۔ قوم لوط غیر معروف مسافروں کو شہر میں کیوں آنے نہیں دیتی تھی۔

ج ۔ سدوم والوں سے تو ہمسایوں کی عملاً لڑائی بھی رہتی تھی۔

(پیدائش باب ۱۴)

اس وجہ سے یہ لوگ غیر معروف آدمیوں کو شہر میں آنے نہیں دیتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ رات کو شہر کے دروازے کھول دیں اور دشمن سوتے میں آ کر حملہ کر دیں۔ اس زمانہ میں شہر چھوٹے چھوٹے اور دور دور ہوتے تھے اور غیر معروف مسافروں کو لانے سے ڈر ہوتا تھا کہ کہیں ڈاکہ نہ پڑے۔ خود لوط کی بستی کے لوگ ڈاکو تھے اور دوسروں کو بھی اپنا جیسا سمجھتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام چونکہ مہمان نواز تھے اُن کی قوم ان کو اس بات سے روکتی تھی۔

(تفسیر صغیر صہ ۵۱۹)

س ۳۴۔ لوطؑ کی قوم مہمانوں کو دیکھ کر خوشی اور غصہ میں دوڑتی ہوئی کیوں آئی ؟

ج ۔ شہر والے خوش ہو کر بھاگے کہ آج لوطؑ کو سزا دینے کا بہانہ مل گیا ہے اور وہ اب ہمارے قابو میں آجائے گا اور ہمیشہ کے لئے یہ قصہ ختم ہو جائے گا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَجَآءَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (الحجر رکوع ۵)

اور شہر والے خوش ہو کر بھاگتے ہوئے آئے

قوم لوط مہمانوں کو دیکھ کر غصہ میں اس لیے آگئی کہ اس نے حضرت لوطؑ کو مہمانوں کے لانے سے منع کیا ہوا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے:۔

اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

کہ ہم نے تمہیں غیر معروف لوگوں کو لانے سے منع نہیں کیا (الحجر)

اور اب پھر حضرت لوطؑ مہمان لے آئے تھے غیر معروف لوگوں کو لانے سے انہیں ڈر تھا کہ کہیں ڈاکہ نہ پڑے۔ خود ڈاکو تھے اور دوسروں کو اپنے جیسا سمجھتے تھے۔

س۳۵:۔ حضرت لوطؑ نے قوم کے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

ج:۔ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو۔ اور کہا کہ میری بیٹیاں یہاں موجود ہیں۔ وہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہیں تمہیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں اور نہ ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر تمہارے شہر کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔

س۳۶:۔ حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیوں کا کیوں حوالہ دیا؟

ج:۔ حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیوں کو ضمانت کے طور پر پیش کیا اور کہا کہ دیکھو یہ میری لڑکیاں تم میں موجود ہیں۔ اگر میں تم سے دھوکہ کروں تو تم ان کے ذریعہ سے مجھے سزا دے سکتے ہو۔

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوطؑ کی سات بیٹیاں تھیں پانچ اسی گاؤں میں بیاہی گئیں حضرت لوطؑ نے ان کو شرم دلائی کہ دیکھو سب لڑکیاں تمہارے ہی گھروں میں بیاہی گئی ہیں تمہارے بارے میں کیوں کر اجنبی لوگوں کو بطور جاسوس داخل کروں یا حضرت لوطؑ نے اپنی بقیہ دو بیٹیوں کو بطور یرغمال پیش کیا اطھر لکم کے یہ بھی معانی ہیں کہ یہ لڑکیاں میں نے تمہارے تقویٰ کے لیے پیش کی ہیں۔ ان کا معاملہ سوچو کہ جب یہ تمہیں دے دیں تو میں گاؤں کے برخلاف منصوبہ کیوں کرنے لگا۔ (درس القرآن فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل صفحہ ۲۹۳)

عہد نامہ قدیم پیدائش باب نمبر ۱۹ آیت ۱۵ میں درج ہے کہ حضرت لوطؑ کی دو بیٹیاں اس شہر میں بیاہی ہوئی تھیں۔

قرآن مجید میں سورۃ ہود آیت ۷۸ میں آتا ہے۔

قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝

ترجمہ: حضرت لوطؑ نے کہا۔ اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں (جو تمہارے ہی گھروں میں بیاہی ہوئی ہیں) وہ تمہارے لئے (اور تمہاری آبرو بچانے کے لیے) نہایت پاک دل اور پاک خیال ہیں پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور میرے بھائیوں کی موجودگی میں مجھے رُسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی سمجھدار بھی نہیں ہے۔

س۳۷: حضرت لوطؑ نے لڑکیوں کو دکھ دینے کی تجویز کیوں پیش کی؟

ج: حضرت لوطؑ نے ان لوگوں کی تسلی کے لیے یہ تجویز پیش کی کیونکہ حضرت لوطؑ جانتے تھے کہ نہ میں اُن سے غداری کروں گا اور نہ ہی لڑکیوں کو دکھ دینے کا سوال پیدا ہوگا۔

س۳۸: حضرت لوطؑ کی قوم نے حضرت لوطؑ کو کیا جواب دیا؟

ج: انہوں نے کہا کہ تیری لڑکیوں کے متعلق ہمیں کوئی حق حاصل نہیں۔ وہ تو پہلے ہی سے ہماری بہو بیٹیاں ہیں۔ ہم نے تو اجنبی مہمانوں پر اعتراض کیا ہے۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ۝

ترجمہ: انہوں نے کہا۔ تو معلوم کر چکا ہے کہ تیری بیٹیوں کے متعلق ہمیں کوئی حق حاصل نہیں اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں تو اُسے تو جانتا ہے۔

(سورہ ہود آیت ۸۰)

س۳۹: حضرت لوطؑ کی قوم نے مہمانوں کو قابو کرنا چاہا تو کیا واقعہ پیش آیا؟

ج: جب شہر والوں نے حضرت لوطؑ کے مہمانوں کو قابو کر کے قید کرنا چاہا یا مارنا چاہا کہ پھر وہ اس کے پاس نہ آیا کریں۔ جب باتوں سے وہ نہ مانے اور زبردستی

کرنی چاہی تو فرشتوں نے اپنے منہ سے آگ پھینکی جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں اور لوطؑ کو پکڑ کر انہوں نے اندر کر لیا اور دروازہ بند کر دیا۔
(قرآن مجید مترجم نظارت تالیف و تصنیف قادیان سورۃ القمر ص ۲۹۰)

جیسا کہ سورہ قمر میں آتا ہے

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○

ترجمہ:۔ اور انہوں نے اسے مہمانوں کے خلاف بہکانا چاہا اور ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور کہا کہ میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔

س:۔ قوم لوطؑ کی ایذا رسانیوں پر حضرت لوطؑ نے انہیں کیا جواب دیا؟

ج:۔ حضرت لوطؑ نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ میں کسی قسم کی قوت حاصل ہوتی تو میں تمہارا مقابلہ کرتا اور تمہیں بدی سے روکتا۔ اب علاج یہی ہے کہ میں خدا کی پناہ لے لوں اور تمہارے لیے عذاب طلب کروں۔

جیسا کہ سورہ ہود آیت ۸۱ میں ذکر آتا ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ○

ترجمہ:۔ اس نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ میں کسی قسم کی طاقت حاصل ہوتی یا یہی بات ہے کہ میں ایک زبردست جائے پناہ کی طرف جھکوں

س:۔ رکن شدید کی طرف حضرت لوطؑ کے رجوع کرنے سے کیا مراد تھی؟

ج:۔ رکن شدید سے مراد حضرت لوطؑ کی خدا تعالیٰ کی ذات تھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی رحمتیں ہوں حضرت لوطؑ پر۔ یا یہ فرمایا کہ اس پر اللہ رحم کرے۔ وہ بار بار ایک رکن شدید کی طرف پناہ لیتے تھے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے (ابن کثیر)

س۲۲: فرستادوں نے حضرت لوطؑ کو تسلی دیتے ہوئے کیا کہا؟

ج: فرستادوں نے حضرت لوطؑ کو تسلی دی اور کہا کہ نہ ڈر اور نہ آئندہ کا خوف کر۔ کیونکہ خدا نیکی کے بیج کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہم تجھ کو اور تیرے گھر والوں سوائے تیری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل ہو جائے گی نجات دینے والے ہیں۔ ہم اس بستی پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ عنکبوت آیت ۳۴، ۳۵ میں اس کا ذکر آیا ہے۔

فرستادوں نے حضرت لوطؑ سے یہ کہا کہ خدا کا فیصلہ ہو چکا ہے اب ان کی تباہی کا وقت آچکا ہے۔ اس لیے تو رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر تیزی سے یہاں سے چلا جا۔ اور تم میں سے کوئی بھی فرد ادھر ادھر نہ دیکھے۔ ہاں تیری بیوی ایسی ہے کہ جو عذاب اُن پر آیا ہوا ہے وہ اس پر بھی آئے گا۔

جیسا کہ سورہ ہود آیت ۸۲ میں ذکر ہے۔

قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ

س۲۳: انہوں نے عذاب کے آنے کا وقت کیا بتایا ہے؟

ج: انہوں نے بتایا کہ عذاب صبح صبح آئے گا، جیسا کہ:

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝ میں بتایا گیا ہے ان کا مقررہ وقت آئندہ صبح ہے اور کیا صبح قریب نہیں ہے۔

(سورۃ ہود)

س۲۴: وہ فرستادے حضرت لوطؑ کے پاس کس خاص مقصد کے لیے آئے تھے؟

ج: وہ فرستادے حضرت لوطؑ کے لیے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق آئندہ کے لیے رہائش گاہ کا انتظام کرنے کے لیے آئے تھے تاکہ وہ عذاب کے آنے سے پہلے

انہیں محفوظ مقام تک پہنچا دیں۔

وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ

اور (ہم نے اسے) لوط (بھی بخشا) جسے ہم نے حکم بھی عطا کیا اور علم بھی۔

اور اس بستی سے نجات دی جو کہ نہایت گندے کام کرتی تھی۔

(سورۃ انبیاء)

سے بھی ظاہر ہے۔ دوسرے وہ حضرت لوطؑ کو عذاب کے وقت کی خبر دینے آئے تھے اور جیسا کہ سورۃ الحجر آیت ۶۶ میں ذکر ہے۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۝

سو تم رات کے کسی وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے رہو اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ سب وہاں چلے جاؤ۔

س۵:۔ حضرت لوطؑ کو نکلتے وقت پیچھے رہنے کے لیے کیوں کہا گیا؟

ج:۔ کیونکہ اصل حفاظت نبی کو حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے حضرت لوطؑ کو نکلتے وقت پیچھے رہنے کا حکم دیا گیا۔

س۶:۔ پیچھے مڑ کر دیکھنے سے کیوں منع کیا گیا؟

ج:۔ ایک تو یہ مراد تھی کہ کفار کی طرف توجہ نہ کرو اور ان کو ہلاک ہونے دو۔

(مخزن معارف سورۃ حجر ص۱۴)

اس حکم سے لوطؑ کی بیوی بچوں پر احسان کیا کہ اگر مڑ کر دیکھیں گے تو شاید پیچھے رہ جانے والی بیاہتا لڑکیوں اور دامادوں کی وجہ سے کسی کو ابتلا نہ آ جائے۔

(تفسیر صغیر الحجر ص۳۴۲)

س۷:۔ سورۃ التحریم میں کافروں کی مثال کن انبیاء کی بیویوں کے ساتھ دی گئی ہے؟

ج:۔ حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیویوں کے ساتھ کیونکہ یہ دونوں ایمان نہ لائی تھیں اس واسطہ ظاہری تعلق اور رشتہ کسی کام نہ آیا بلکہ اپنی بدگوئی اور مخالفت کی وجہ سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئیں۔

س:۔ عذاب الٰہی کی نوعیت کیا تھی؟

ج:۔ اس قوم پر عذاب الٰہی ایک زلزلہ کی صورت میں آیا عذاب کی بارش خطرناک زلزلہ کی صورت میں ہوئی اور زمین کا تختہ اُلٹ گیا اور مٹی سینکڑوں فٹ اوپر جا کر پھر نیچے گری اور اس طرح گویا مٹی اور پتھروں کی بارش ہوئی۔ قرآن مجید میں متعدد بار اس عذاب کا ذکر آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجر میں ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۔ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۔

ترجمہ:۔ اس پر اس عذاب نے انہیں دن چڑھتے ہی پکڑ لیا جس پر ہم نے اس بستی کی اوپر والی سطح کو نچلی سطح کر دیا اور ان پر سنگریزوں سے بنے ہوئے پتھروں کی بارش برسائی۔

اور سورہ ہود آیت ۸۳، ۸۴ میں ہے

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۔ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۗ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۔

ترجمہ:۔ پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر والے حصے کو نیچے والا حصہ بنا دیا اور اس پر سوکھی مٹی کے بنے ہوئے پتھروں کی یکے بعد دیگرے بارش برسائی۔ جو تیرے رب کے ہاں ان کے لیے مقدر کئے ہوئے تھے۔ اور ان ظالموں سے یہ عذاب دور نہیں۔

سورۃ الشعراء آیت ۱۷۲، ۱۷۳ میں آیا ہے۔

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ

فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○

ترجمہ:۔ پھر سب دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی ۔ اور جن کو ہوشیار کر دیا جاتا ہے اُن پر برسائی جانے والی بارش بہت بُری ہوتی ہے ۔

س ۴۹:۔ حضرت لوطؑ سدوم سے ہجرت کرکے کہاں چلے گئے ؟

ج :۔ تورات میں مذکور ہے :

حضرت لوطؑ ہجرت کرکے ایک قریبی شہر زغر کو چلے گئے ۔ پھر زغر کو چھوڑ کر قریب ہی ایک پہاڑی پر آباد ہو گئے اور وہیں وفات پائی ۔

(کتاب پیدائش باب ۱۹ ۔ آیات ۲۲۔۲۳۔۳۰)

س ۵۰:۔ کیا آج کل ان بستیوں کا وجود پایا جاتا ہے ؟

ج :۔ وہ جگہ آج بھی بحر مُردار کے نام سے موجود ہے ۔ جہاں کوئی درخت وغیرہ نہیں ہوتا۔ سدوم اور عمورہ وغیرہ تباہ ہوکر گندھک کے چشمہ کی صورت میں کر دی گئیں مسافر بھی آتے جاتے وہاں نہیں ٹھہر سکتے وہ جگہ خدا کے قہر کی نظارہ گاہ ہے ۔ (سورۃ ذاریات صفحہ ۹۷۹ و سورۃ الشعراء صفحہ ۲۸۷)

(قرآن مجید مترجمہ نظارت تالیف وتصنیف قادیان)

سورۃ الحجر " وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ "

میں بتایا کہ ان کی بستیاں جس راستہ پر ہیں وہ اب تک چلتا ہے ۔ وہ ایک معلوم شاہراہ ہے ۔

س ۵۱:۔ حضرت لوطؑ پر ایمان لانے والے کتنی تعداد میں تھے ؟

ج :۔ حضرت لوطؑ پر ایمان لانے والوں کی تعداد دس سے کم تھی اور تین سے زیادہ تھی ۔

س ۵۲:۔ حضرت لوطؑ کی دعائیں لکھیں ؟

رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ

ترجمہ: اے میرے رب۔ مفسد قوم کے خلاف میری مدد کرو۔

۲۔ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ الشعراء)

ترجمہ:۔ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال سے نجات دے۔

س۵۳:۔ حضرت لوطؑ کے واقعہ کو حضرت صالحؑ کی قوم کے واقعہ سے کیا مشابہت ہے؟

ج:۔ دونوں کے واقعات میں یہ مشابہت ہے کہ حضرت صالحؑ کی قوم نے بھی رات کے وقت منصوبہ کر کے ان پر حملہ کرنا چاہا تھا اور حضرت لوطؑ کی قوم نے بھی رات کے وقت منصوبہ کر کے ان کو گھر سے نکالنا اور ان کے مہمانوں کو ذلیل کرنا چاہا تھا

س۵۴: حضرت لوطؑ کی امتیازی خوبی قرآن مجید میں کیا بیان ہوئی ہے؟

ج۔ حضرت لوطؑ کی امتیازی خوبی مہمان نوازی تھی۔

س۵۵: حضرت لوطؑ کا ذکر کن کن سورتوں میں آیا ہے۔

ج:۔ سورۃ اعراف، ہود، الحجر، الشعراء نمل۔ عنکبوت۔ ق۔ انبیاء۔ نحل۔ قمر۔

س۵۶:۔ حضرت لوطؑ کے کتنے بیٹے تھے؟

ج:۔ بائبل کے بیان کے مطابق ایک بیٹا موآب تھا جو موآبیوں کا باپ بنا اور دوسرا بیٹا عمی بن عمی تھا جو بنی عمون کا باپ بنا۔ اور یہ دونوں بیٹے بڑے بڑے خاندانوں کے بانی قرار پائے اور خدا نے ان سے ایک لمبا سلسلہ نسل جاری کیا۔

بحوالہ (سورۃ شعراء صفحہ ۳۴۳ تفسیر کبیر)

س۵۷:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کے دشمنوں جیسے سلوک سے کس قوم کو ڈرایا ہے؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو توجہ دلائی کہ اگر تم بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو لوطؑ کے دشمنوں جیسا سلوک تم سے بھی کیا جائے گا۔ چنانچہ جس طرح حضرت لوطؑ کی قوم پر پتھر برسے۔ بدر کی جنگ میں ان پر پتھر پڑے یعنی ایک نشان کے طور پر آندھی چلی۔ کنکر اڑاڑ کر آنکھوں میں پڑے اور

اور وہ مقابلہ کی طاقت کھو بیٹھے۔ پھر معنوی طور پر ان سے یہی سلوک ہوا جس
طرح سدوم کی بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے کردیا اسی طرح کفارِ مکہ کی عزتیں خاک
میں مل گئیں۔ اُن کے بڑے بڑے خاندان تباہ ہوگئے اور وہی بچے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پناہ گزیں ہوئے۔

(تفسیر کبیر۔ سورۃ الشعراء صفحہ ۲۳۶)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

س ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

ج: حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے ایک قدیم شہر "اُور" میں پیدا ہوئے (اُور دریائے فرات کے ساحل پر ایک قصبہ ہے)

(بحوالہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء الفضل)

س ۲: حضرت ابراہیمؑ کس نبی کی اُمت میں سے ہیں؟

ج: حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کی امت میں سے تھے جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۸۴ میں آتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ ۝

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین میں سے تھے۔

حضرت نوحؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ تک ممتد ہوا۔

س ۳: "ابوالانبیاء" کون سے نبی کہلاتے ہیں؟

ج: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبیوں کا باپ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے ذریعہ سے انبیاء کا ایک وسیع سلسلہ جاری ہوا۔

س ۴: حضرت ابراہیمؑ کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کتنے سال پہلے کی ہے؟

ج: قریباً دو ہزار سال پہلے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ۲۰۱۵ سال قبل مسیح تحریر ہے

س ۵: حضرت ابراہیمؑ کی شکل کس نبی سے ملتی تھی؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ کی شکل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی۔

(انوارِ انبیاء ص۶۹)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم کو دیکھنا چاہو تو اپنے صاحب کو (یعنی میری طرف) دیکھ لو۔

(تجرید بخاری ص۶۱۵)

س : حضرت ابراہیمؑ کا کیا حلیہ حدیث میں بیان ہوا ہے ؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ طویل القامت تھے۔

حضرت سمرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس دو آنے والے آئے اور وہ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ پس ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے کہ بوجہ طول ہم اس کا سر نہ دیکھ سکتے تھے اور وہ ابراہیمؑ تھے۔

(ص۶۱۵ تجرید بخاری)

س : حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا پیشہ کیا تھا ؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ کا خاندان بت تراش تھا اور بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عراق کے شہر میں بعل دیوتا کا مندر بھی بہت مشہور تھا جس میں بعل دیوتا کے بڑے بُت کے علاوہ کئی چھوٹے بت رکھے تھے اور یہ سب حضرت ابراہیمؑ کے خاندان ہی نے بنائے تھے۔ ان کے گھر میں بارہ مہینوں کے بارہ بُت ہمیشہ رکھے رہتے تھے جنہیں وہ پوجتے اور مرادیں مانگتے تھے۔

س : حضرت ابراہیمؑ کی قوم کا نام کیا تھا ؟

ج :۔ "کسدیوں" تھا جیسا کہ جیوش انسائیکلوپیڈیا (زیرِ لفظ ابراہام) میں آتا ہے۔
"تجھے کسدیوں کی آگ سے نکال لایا"

س : حضرت ابراہیمؑ کب اور کس گھرانے میں پیدا ہوئے ؟

ج : حضرت ابراہیمؑ آج سے قریباً چار ہزار سال پہلے ایک مُشرک، بت پرست اور

بت فروش گھرانے میں ایک نورانی دل لے کر پیدا ہوئے۔

س: آپؑ کے والد کا نام کیا تھا؟

ج:۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام "آزر" آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الانعام میں ذکر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً۔

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے۔

س: تورات میں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام کیا آیا ہے؟

ج: تورات میں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام "تارخ" یا "تارہ" آیا ہے۔

س۱۲: کیا تارخ یا تارہ ہی آزر تھے؟

ج:۔ آزر ایک معرب نام ہے۔ اور قرآن مجید چونکہ معرب نام استعمال کرتا ہے۔ اس لیے تارہ کی جگہ آزر ہونا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ابرام کو ابراہیم یسوعؑ کو عیسیٰ حنوک کو ادریس اور یوحنا کو یحییٰ لکھنا اگر اعتراض کی بات نہیں تو تارہ کو آزر کہنا بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف ان کے ناموں کو عربی بنانے کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ وہی نام استعمال کرتا ہے جو عربوں کی زبان سے آسانی کے ساتھ ادا ہو سکیں اور یا پھر قرآن مجید اصل نام کا ترجمہ لے لیتا ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم ص۲۶۷)

س۱۳: "آزر" کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا یہ تارخ کا وصفی نام ہے؟

ج: بعض کے نزدیک آزر عبرانی زبان میں "محبّ صنم" کو کہتے ہیں بعض کے نزدیک آزر کے معنی اعوج۔ کم فہم یا بے وقوف اور پیر فرتوت کے ہیں۔

(تاج العروس جلد ۳ ص۱۲)

"آدار" کالدی زبان میں بڑے پجاری کو کہتے ہیں اور عربی میں یہی "آزر"

کہلایا۔

چونکہ تارخ میں یہ باتیں موجود تھیں اس وجہ سے اسے آزر کہا گیا اور آزر اس کا وصفی نام ہے اور تارخ اس کا اسمی نام ہے اور قرآن مجید نے وصفی نام آزر لیا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ "آزر" اس بت کا نام ہے "تارخ" جس کا پجاری تھا۔

س۴۵:۔ کیا قرآن مجید کے لفظ "اب" سے مراد آپ کے چچا ہیں؟

ج:۔ بعض کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا اور چچا کا نام آزر تھا۔ اور چونکہ چچا نے آپ کی پرورش کی تھی اور وہ بمنزلہ باپ کے تھے۔ اس لیے قرآن مجید میں "آزر" کو باپ کہہ کر پکارا گیا ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْعَمُّ صِنْوُ اَبِیْہِ

یعنی چچا باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے نزدیک ابؔ سے مراد آپ کے چچا تھے کیونکہ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ کی دعا میں آپ نے والدی فرمایا ہے اور یہ آپ کی آخری عمر کی دعا ہے۔ اور جہاں دعا کرنا منع ہے وہاں اَبؔ کا لفظ ہے۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ سے معلوم ہوا کہ اب سے مراد چچا تھا والد نہیں۔

(درس القرآن صـ۱۲۷)

س۴۶: حضرت ابراہیمؑ کے والد کیا کرتے تھے؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد نجاری کا پیشہ کرتے تھے اور اپنی قوم کے مختلف قبائل کے لیے لکڑی کے بُت بناتے اور فروخت کیا کرتے تھے۔

س۴۷: حضرت ابراہیمؑ کا بچپن کیسے گزرا۔

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ بچپن ہی سے بتوں سے نفرت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

شروع ہی سے آپ کو حق کی بصیرت اور رشد و ہدایت عطا کی تھی۔ آپ اس یقین پر قائم تھے کہ بت نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ کسی کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے باپ کو خود اپنے ہاتھوں سے بتوں کو تراشتے اور فروخت کرتے دیکھتے اور سوچتے کہ وہ کس طرح خدا کے ہمسر ہو سکتے ہیں۔ آپ بچپن ہی سے بہت عمدہ بحث کرنے والے تھے۔

سوال: حضرت ابراہیمؑ کے بچپن کا کوئی واقعہ بتائیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو بتوں سے نفرت تھی اور توحید کے قائل تھے۔

ج: یہودی روایات میں آپ کے بچپن کا یہ واقعہ درج ہے کہ ایک دفعہ باپ نے انہیں دوکان پر بٹھا دیا کہ اگر کوئی بت خریدنے کے لیے آئے تو اُسے بت دے دینا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بڈھا شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں۔ کوئی بت خریدنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کون سا بت لیں گے۔ اس نے ایک بت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ فلاں بُت مجھے چاہیئے وہ اٹھے اور بُت لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میری عمر ستر سال کی ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ یہ بت تو ابھی کل ہی بن کر آیا ہے اس بڈھے پر بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اس بت کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

جب ان کے بھائیوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے باپ سے شکایت کی کہ یہ تو ہمارے گاہک خراب کرتا ہے۔ باپ نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ جس پر باپ نے آپ کی خوب خبر لی۔

اور یہ پہلی تکلیف تھی جو توحید کی راہ میں اس پاک باز ہستی نے اٹھائی۔

سوال ۱۸: حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا نمایاں وصف کون سا تھا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا نمایاں وصف تھا صداقت کی تائید کے لیے دلائل اور راہیں پیش کرنا اور اپنے مخالف سے اعلیٰ درجہ کی بحث کر کے اُسے

خاموش کرا دینا یہاں تک کہ مخالف حقیقت کو سمجھ جائے۔

س۱۹:۔ ابراہیمؑ کے کیا معنی ہیں ؟

ج :۔ ابراہیمؑ کے معانی ـــــ نمبر۱ : بڑی عمدہ بحث کرنے والا۔

نمبر۲ : نہایت اعلیٰ درجہ کے دلائل پیش کرنے والا۔

نمبر۳ : اور ایسی باتیں کرنے والا جس سے دوسرا شخص حقیقت کو سمجھ جائے۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم صـ۲۶۶)

نمبر۴ : مقدسوں اور ایانداروں کا باپ۔

(درس القرآن صـ۴۴۵)

س۲۰:۔ بائبل میں حضرت ابراہیم کا کیا نام آیا ہے ؟

بائبل میں حضرت ابراہیمؑ کا نام "ابرام" ہے اور "ابراہام" آتا ہے۔ عبرانی زبان کیونکہ عربی زبان سے ہی نکلی ہے عربی زبان میں "ابرام" کے معانی بات کو پکا کرنے والا کے ہیں۔ اسی طرح نہایت عمدگی کے ساتھ بحث کرکے مدِمقابل کو ساکت کر دینے والا کے ہیں۔ اچھی طرح بحث کرنے والا اور اپنا مافی الضمیر اچھی طرح سمجھانے والا کے ہیں۔

بائبل میں لکھا ہے ۔۔۔

۔۔۔ تب ابرام منہ کے بل گرا اور خدا اس سے ہمکلام ہو کر بولا کہ دیکھ میں جو ہوں۔ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائے گا بلکہ تیرا نام ابراہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا۔

(پیدائش باب ۱۷، آیت ۱تا۵)

س۲۱:۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام بائبل میں ابرام سے ابراہام تبدیل کرنے کی کیا وجہ تھی ؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام بائبل میں ابرام سے ابراہام تبدیل کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اب تو "ابرام" نہیں کہ "ایک فرد نہیں" بلکہ ابراہام ہوگا یعنی "بہت قوموں کا باپ"

عبرانی زبان کا قاعدہ ہے کہ "ھا" لگانے سے جمع بن جاتی ہے۔ ان معنوں کی تائید قرآن مجید بھی کرتا ہے۔

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً

کہ ابراہیم ایک امت تھا۔

س ۲۲ حضرت ابراہیمؑ کا نام رکھے جانے میں کیا پیشگوئی مخفی تھی؟

ج۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام الٰہی تصرف سے ان کے باپ کی زبان سے ابرام رکھوایا گیا۔ جس میں اُن کی آئندہ زندگی کا ایک اجمالی نقشہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں یہ پیش گوئی مخفی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت اچھی طرح صداقت کے اظہار کے لیے بحث کرنے کی توفیق دے گا۔

قرآن مجید میں متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کا اسم بامسمّٰی ہونا ثابت ہے۔ بادشاہ وقت سے جب آپ نے سورج کے طلوع و غروب کے متعلق بحث کی اور دلیل دی تو قرآن مجید میں آتا ہے:

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (سورہ بقرہ)

کہ وہ کافر بادشاہ حیران رہ گیا۔

اس طرح آپ کے یہ نام رکھے جانے میں یہ حکمت بھی تھی کہ آپ عالمِ روحانی کے باپ ہوں گے اور آئندہ اصلاح آپ سے اور آپ کی نسل سے مخصوص ہو گی۔

س ۲۳۔ حضرت ابراہیمؑ نے پیغام حق کی ابتداء کہاں سے شروع کی؟

ج۔ حضرت ابراہیمؑ نے پیغام حق کی ابتداء اپنے گھر سے شروع کی کیونکہ آپ کے والد مشرک تھے۔ بُت پرست تھے۔ آپ نے انہیں بتوں کی عبادت کرنے سے روکا اور کہا کہ اے میرے باپ! تو کیوں ان چیزوں کی پرستش کرتا ہے جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ تجھ سے کوئی تکلیف

دور کر سکتی ہیں۔ اے میرے باپ! مجھے ایک خاص علم عطا کیا گیا جو تجھے نہیں ملا پس تو میری اتباع کر۔ میں تجھے سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے باپ! تو شیطان کی عبادت نہ کر۔ یقیناً شیطان رحمٰن خدا کا نافرمان ہے میں تیرے متعلق رحمٰن خدا کی طرف سے آنے والے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تو شیطان کا دوست بن جائے گا۔

سورۃ مریم میں حضرت ابراہیمؑ کی اپنے باپ کے ساتھ اس بحث اور مناظرے کا ذکر آیا ہے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝

س ۲۴: باپ نے حضرت ابراہیمؑ کی باتوں کو سن کر کیا جواب دیا؟

ج: اس نے کہا کہ اے ابراہیمؑ تو میرے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اور اگر تو اس طریق سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ لوگوں کے سامنے تجھ سے نفرت کا اظہار کروں گا اور اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا۔ پس کچھ دیر کے لیے میری نظروں سے اوجھل ہو جا۔

س ۲۵: حضرت ابراہیمؑ کو ان کے اب یعنی چچا اور چچازاد بھائیوں نے کیا مشورہ دیا تھا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا گزارہ ہی بتوں کے چڑھاوں اور بتوں کی فروخت پر ہوتا تھا اس لیے ان کے چچا اور چچازاد بھائیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ ہم پروہت ہیں اور ہمارا گزارہ بھی اسی پہ ہے اور اگر تم نے خود بھی بتوں کی پرستش نہ کی تو ہمارا رزق بند ہو جائے گا۔

س۲۶: اپنے چچا اور چچا زاد بھائیوں کے مشورے کا حضرت ابراہیمؑ نے کیسا جواب دیا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ نے جن کے دل پر خدا کے نور کا پرتو تھا نہایت دلیری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ جن بتوں کو انسانی ہاتھوں نے گھڑا ہے اُن کو میں ہرگز سجدہ نہیں کر سکتا۔

س۲۷: باپ یعنی چچا نے حضرت ابراہیمؑ کی باتوں کو سُن کر کیا جواب دیا؟

ج: باپ نے کہا۔ کہ تو میرے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اگر تو اس طریق سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور اپنے گھر سے نکال دوں گا۔ بس کچھ دیر کے لیے میری نظروں سے اوجھل ہو جا۔

س۲۸: باپ کے غصہ کے اظہار پر ابراہیمؑ نے کیا جواب دیا؟

ج: آپ نے اپنے باپ کی اس بات کا جواب اخلاقِ کریمانہ کے ساتھ اُس کے احترام کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ دیا۔
کہ میری طرف سے تجھ پر ہمیشہ سلامتی کی دعا پہنچتی رہے۔ میں تجھ سے الگ ہو جاتا ہوں۔ مگر غائبانہ اللہ تعالیٰ سے جو مجھ پر بے حد مہربان ہے تیری مغفرت کی دعا طلب کرتا رہوں گا تاکہ تجھ کو ہدایت نصیب ہو۔
اس کا ذکر سورۃ مریم میں یوں آتا ہے۔

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ○

س۲۹: حضرت ابراہیمؑ کے دین کا معروف نام کیا ہے؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کے دین کو "دینِ حنیف" کہا جاتا ہے۔ آپ شرک کے مقابلہ میں ملتِ حنیفی کے داعی ہیں۔ اور آپ کی شخصیت اس کی دعوت میں نہایت ممتاز ہے جیسا کہ سورہ انعام میں آتا ہے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ

إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

ترجمہ:۔ تو کہہ دے کہ یقیناً میرے رب نے میری سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کی ہے۔ ایسے دین کی طرف جو بغیر کسی کجی کے ہے۔ یعنی ابراہیمؑ کے دین کی طرف جو سچائی پر قائم تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

س۳۰: حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو بُت پرستی سے روکنے اور توحید اختیار کرنے کے لیے کیا نصائح کیں؟

ج: حضرت ابراہیمؑ نے جب دیکھا کہ اب آزر نے رشد و ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ نے اپنی دعوتِ حق کے پیغام کو وسیع کر دیا اور قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۔

(سورۃ الانبیاء)

یہ کیا مجسّمے ہیں جن کے آگے تم دن رات بیٹھے رہتے ہو۔ یہ حقیر چیزیں تو پرستش کے لائق نہیں ہیں۔ یہ نہ تو تمہیں کسی قسم کا نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا بھی رب ہے جس نے اُن کو پیدا کیا اور میں اس بات پر تمہارے سامنے گواہ ہوں۔

س۳۱: قوم نے آپ کو ان باتوں کا کیا جواب دیا؟

ج: قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو بتوں کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے ہم بھی بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

س۳۲: حضرت ابراہیمؑ نے ان کے جواب کو سُن کر انہیں خدائے واحد کی ہستی کی طرف کس طرح توجہ دلائی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ نے اُن سے کہا کہ تم اور تمہارے آباؤ اجداد ایک کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ تمہارے یہ سب معبودانِ باطلہ سوائے رب العالمین خدا کے یہ میرے دشمن ہیں۔ آپ نے رب العالمین خدا کی صفات بیان کرتے ہوئے

کہا کہ جس رب العالمین خدا نے مجھے پیدا کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ مجھے ہدایت بھی دے گا اور جس کی صفت یہ ہے کہ وہ مجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور وہ ایسا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے گناہ جزا سزا کے وقت مجھے معاف کر دے گا۔

س۴۳: قوم پر ان باتوں کا کیا اثر ہوا؟

ج: قوم کے دل قبول حق کے لیے بالکل تیار نہ ہوئے بلکہ ان کا انکار حد سے بڑھ گیا۔

س۴۴: بت پرستی کے علاوہ قوم کا کیا عقیدہ تھا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب پرستی بھی کرتی تھی۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کی موت و حیات، ان کا نفع نقصان، ان کا رزق۔ ان کی فتح و شکست غرض تمام کارخانہ عالم کا نظام کواکب کی تاثیروں سے چل رہا ہے۔ اس لیے ان کی پرستش بھی ضروری ہے۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں شرک ایک فلسفیانہ مضمون بن گیا تھا اور عقلوں پر فلسفہ کا غلبہ شروع ہو گیا تھا۔

س۴۵: حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو کن پانچ اُمور کی طرف توجہ دلائی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ نے انہیں کہا کہ تم خدا کی عبادت کرو۔ جن معبودان باطل کی تم پرستش کرتے ہو وہ نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی مشکلات میں تمہارے کام آ سکتے ہیں۔

۲۔ ہر قسم کا رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اس خدا تعالیٰ سے مانگو جو تمام خیر و برکت کا منبع ہے۔

۳۔ عبادت بھی اللہ ہی کی بجا لاؤ۔ کسی اور کو قابل پرستش نہ سمجھو۔

۴۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعماء پر اُس کا شکر بجا لاؤ۔

۵۔ تم مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر خدا کے حضور حاضر کیے جاؤ گے اس لیے نیک

اعمال بجالاؤ۔

یہ امور بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو صرف بت پرستی سے ہی نہیں روکا تھا بلکہ اس فلسفہ کا بھی رد کیا تھا جو اس بت پرستی کے پیچھے اس زمانہ میں کام کر رہا تھا۔

سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۱۸ میں اس کا ذکر آتا ہے۔

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

س ۳۶: حضرت ابراہیمؑ نے قوم کے سامنے کواکب پرستی کے رد میں کیا کیا عظیم الشان دلائل پیش کیے؟

ج: حضرت ابراہیم ایک جلیل القدر پیغمبر تھے۔ آپ نے اپنی قوم کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ ان کے چمکتے ہوئے سورج۔ چاند اور ستاروں کو ہرگز خدائی طاقت حاصل نہیں ہے۔ یہ عقیدہ باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو قوم کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان حجت عطا کی۔ اور آپ کو غلبہ عطا فرمایا سورۃ الانعام کی آیات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ: اور ہم ابراہیمؑ کو اس طرح آسمانوں اور زمینوں پر اپنی بادشاہت دکھاتے تھے تا اس کا علم کامل ہو اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ جب رات نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا اسے دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ میرا رب ہو سکتا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو اس نے کہا کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا اس کے بعد جب اُس نے چاند چمکتا ہوا دیکھا تو اس نے کہا کہ (کیا) یہ میرا رب ہو سکتا ہے پھر جب وہ بھی غائب

ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں ضرور گمراہوں کی جماعت میں سے ہوتا۔

پھر جب اس نے سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے۔ یہ بے شک سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں اس سے جسے تم خدا کا شریک بناتے ہو بالکل بیزار ہوں۔"

آپ نے قوم پر یہ بات واضح کر دی کہ ستارے، چاند اور سورج خدا کہلانے کے لائق نہیں ہیں۔ اور ربوبیت صرف عظیم الشان ہستی کو زیبا ہے جو "رب العالمین" ہے جو زمین و آسمان اور کائنات کی ہر چیز کی خالق ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے علی الاعلان تمام معبودانِ باطلہ سے پھر بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (سورہ الانعام آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ: میں نے تمام کج راہوں سے بچتے ہوئے اپنا رخ یقیناً اس خدا کی طرف پھیر دی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

نوٹ:۔ حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا نماز کی نیت کرتے وقت پڑھی جاتی ہے۔

س: کواکب پرستی کے خلاف یہ دلائل سن کر قوم کا کیا رد عمل ہوا؟

ج: قوم کے پاس ان دلائل کا کوئی جواب نہ تھا۔ صداقت کو قبول کرنے کی بجائے اس نے آپ سے لڑنا جھگڑنا اور بحث کرنا شروع کر دیا۔
جیسا کہ: حَاجَّهٗ قَوْمُهٗ کے الفاظ بتاتے ہیں

س: حضرت ابراہیمؑ نے انہیں اس بحث و مباحثہ کا کیا جواب دیا؟

ج: توحید پرست حضرت ابراہیمؑ نے قوم سے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو حالانکہ اس نے خود مجھے ہدایت دی ہے اور جسے تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔ میں اس سے نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا رب کسی بات کا ارادہ

کرے تو اس سے ڈرتا ہوں۔ میرے رب نے ہر ایک چیز کا علم سے احاطہ کیا ہوا ہے پھر کیا تم سمجھتے نہیں۔

اور میں اس چیز سے جسے تم خدا کا شریک بناتے ہو کس طرح ڈر سکتا ہوں جب کہ اس چیز کو جس کے متعلق اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اُتاری تم اللہ کا شریک بنانے سے نہیں ڈرتے سو اگر تم کچھ علم رکھتے ہو تو بتاؤ کہ ہم دونوں فریق میں سے کون سا امن میں رہنے کا زیادہ مستحق ہے۔

قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْــٴًـا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام آیت ۸۱، ۸۲)

س ۳۹ :۔ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کے متعلق اپنے دل میں ان کے لیے کیا سوچا؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ دیکھا کہ قوم بت پرستی میں بری طرح مبتلا ہو چکی ہے۔ اور حق کی باتوں کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو آپ نے کہا۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء رکوع ۵ آیت ۵۸)

ترجمہ :۔ خدا کی قسم! جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے خلاف ایک پکی تدبیر کروں گا۔

س :۔ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کے خلاف اپنی اس تدبیر کو عملی جامہ کس طرح پہنایا؟

ج :۔ حسنِ اتفاق سے ایک مذہبی تہوار کے سلسلے میں قوم کے سب افراد کو جانا پڑا اور جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے ساتھ چلنے کے لیے اصرار کیا تو آپ نے

اپنی قوم کے دستور کے مطابق ستاروں کی چال سے اندازہ لگایا اور اپنی قوم کو شرمندہ کرنے کے لیے کہا کہ تمہاری جوتش کے اصول سے تو میں بیمار ہونے والا ہوں (لیکن خدا تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔)

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝

(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۸۹-۹۰)

ترجمہ:۔ پس اس نے ستاروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔

قوم ابراہیمؑ کیونکہ ستاروں کی تاثیروں پر اعتقاد رکھتی تھی۔ اس نے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے یہ سمجھا کہ واقعی ابراہیمؑ کسی نحس ستارہ کے بد اثر میں مبتلا ہیں۔ یہ سوچ کر وہ لوگ ابراہیمؑ کو چھوڑ کر میلے میں چلے گئے۔

اب جب کہ ساری قوم تہوار منانے میں مشغول تھی۔ حضرت ابراہیمؑ چپکے سے بُت خانہ کی طرف آئے وہاں کھانے رکھے تھے۔ آپ نے طنزاً بتوں سے کہا۔ کیا تم کچھ کھاتے نہیں۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم بولتے بھی نہیں؟ پھر چپکے سے ایک کاری سی ضرب اُن پر لگادی۔

پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سوائے ان میں سے بڑے کے تاکہ وہ ایک دفعہ پھر اس کے پاس آئیں۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝

(سورۃ الصّٰفّٰت)

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۵۹)

حضرت ابراہیمؑ نے بڑے بت کو چھوڑ کر باقی بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے عملی صورت میں اُن بتوں کی برائی قوم پر ظاہر کردی۔

س: قوم ابراہیم کا بتوں کو ریزہ ریزہ دیکھ کر کیا حال ہوا؟

ج: قوم ابراہیم نے جب مندر میں اپنے جھوٹے خداؤں کو ریزہ ریزہ دیکھا تو سخت برہم ہوئی۔ اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہوا ہے؟ اور یہ کام کس نے کیا ہے؟ جس نے بھی کیا ہے وہ بڑا ظالم ہے۔

انہیں یہ معلوم تھا کہ ابراہیمؑ ان کے بتوں کی برائیاں بیان کرتا ہے اور ان کے بتوں کا دشمن ہے۔ یہ اسی کا کام ہے۔

قوم کے سرداروں نے جب یہ سنا تو غصّہ سے بھرے لہجے میں کہا کہ ابراہیمؑ کو سب لوگوں کے سامنے پکڑ کر لاؤ تاکہ وہ سب دیکھ لیں کہ مجرم کون شخص ہے۔ اور جب حضرت ابراہیمؑ آئے تو انہوں نے پوچھا کہ اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِیْمُ ۝

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ۝

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۝

(سورۃ الانبیاء)

س: حضرت ابراہیمؑ نے قوم کے سامنے کیا جواب دیا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کی عادت تھی کہ آپ عام طور پر تعریضاً کلام کیا کرتے تھے آپ نے ان سے یہ کہا یہ کام کسی نے کیا تو ضرور ہوگا بغیر کسی کے کرنے کے اپنے آپ تو نہیں ہو سکتا۔ اب یہ بت ان میں سے سب سے بڑا ہے اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھو۔ مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟

دوسرے آپ کی یہ مراد تھی کہ کیا یہ سوال بھی پوچھنے والا تھا میں ذکر تا تو کیا اس بُت نے کرنا تھا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْــَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

يَنْطِقُوْنَ ○

ترجمہ:۔ کہا بلکہ کسی کرنے والے نے یہ ضرور کام کیا ہے۔ یہ ان کا بڑا ہے پس تم ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء)

س۴۳: قوم ابراہیمؑ نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ جواب سُن کر کیا کہا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کی اسس یقینی دلیل کا سرداروں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا عقیدہ باطل اور سراسر جھوٹ پر مبنی ہے مخالفوں نے شرمندگی سے اپنے سر نیچے ڈال دیئے اور حیرت میں ڈوب گئے اور اپنے دلوں میں شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیمؑ ظالم نہیں تھا بلکہ ہم خود ظالم تھے۔ پھر بولے کہ ابراہیمؑ تم جانتے ہو کہ یہ بت تو بولتے نہیں۔

اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی حجت کامیاب ہو گئی اور دشمنوں نے خود ہی اعتراف کر لیا کہ ابراہیمؑ ظالم نہیں ہے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
يَنْطِقُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اس پر وہ اپنے سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا یقیناً تم ہی ظالم ہو اور وہ لوگ اپنے سروں کے بل گرائے گئے (یعنی لاجواب کیے گئے) اور (کہا) تو جانتا ہے کہ یہ تو بولا نہیں کرتے

(الانبیاء)

س۴۴: حضرت ابراہیمؑ نے انہیں کیا جواب دیا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ نے انہیں ملامت کی اور نہایت جامع الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ نے انہیں نصیحت کی اور کہا کہ جب یہ تمہارے دیتا نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے اور نہ نقصان۔ پھر یہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (الانبیاء)

سورۃ الصّٰفّٰت میں اس واقعہ کا ذکر یوں آتا ہے۔

جب لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے ابراہیمؑ نے ان سے کہا۔ کیا تم اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو حالانکہ اللہ نے ہی تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی۔

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۵-۹۶-۹۷)

س ۴۵:۔ حضرت ابراہیمؑ نے جس بت خانہ کے بت توڑے وہ کس کی ملکیت تھا؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ نے جس بُت خانہ کے بت توڑے وہ ان کے اپنے خاندان کا بت خانہ تھا اور انہیں ورثہ میں ملا تھا اور چونکہ حضرت ابراہیمؑ بچپن ہی سے شرک سے متنفر تھے۔ اس لیے انہوں نے اس بت خانہ کو جوان کی آمدنی کا ذریعہ تھا اسے توڑ دیا۔ اور بت خانہ توڑے جانے کی وجہ سے ملک میں شور پڑ گیا اور حضرت ابراہیمؑ کی عداوت اور دشمنی کا نعرہ بلند کر دیا گیا۔

س :۔ ملک کے دستور کے مطابق بتوں کی ہتک کرنے کی سزا کیا تھی؟

ج :۔ یہ ایک پرانی رسم تھی کہ جو بتوں کی ہتک کرتا تھا اُسے جلا دیا جاتا تھا اور ملک کے دستور کے مطابق اور بادشاہ کے قانون کے مطابق بتوں کی ہتک کرنے کی سزا جلا دینا تھا۔ کیونکہ بتوں کی ہتک کرنا ارتداد سمجھا جاتا تھا اور ارتداد کی سزا یا تو جلانا تھی یا سنگسار کرنا تھی۔ تب مذہبی پیشواؤں نے یہی فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ :۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ (عنکبوت)

ترجمہ:۔ پس اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ اس کو قتل کر دو یا اس کو جلا دو۔

س۴۷: اس زمانے میں عراق کے بادشاہ کا کیا لقب تھا؟

ج: اس زمانے میں عراق کے بادشاہ کا لقب "نمرود" تھا۔

س۴۸: نمرود کون تھا؟

ج: نمرود کے متعلق عربی انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے۔

ملك الكلدانيين هو ابن كوش بن حام جاء ذكره في كتب العرب قالوا انه كان خصماً لابراهيم اشتهر بولوعه بالصيد۔

نمرود کلدانی قوم کا بادشاہ تھا اور وہ ابن کوش بن حام ہے اس کا ذکر عربوں کی کتب میں مذکور ہے اور یہ نمرود حضرت ابراہیمؑ کا مخالف تھا مشہور ہے کہ اس کو شکار کا بہت شوق تھا۔

(بحوالہ الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء)

س۴۹: دینی لحاظ سے بادشاہ کی کیا حیثیت تھی؟

ج:۔ نمرود بادشاہ محض دنیوی حکمران نہ تھا بلکہ دینی لحاظ سے وہ اپنے آپ کو ہر ایک چیز کا مالک بلکہ رب سمجھتا تھا۔ اُس کے اعمال کے خلاف کوئی اعتراض کا حق نہ رکھتا تھا۔ اُس کا ہر فیصلہ قطعی ہوتا تھا۔ رعایا بھی اُسے دوسرے دیوتاؤں کی طرح اپنا معبود مانتی تھی۔

بادشاہ خود سورج کا پرستار تھا اور سورج ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔

س: بادشاہ وقت نمرود اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان کیا مباحثہ ہوا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کے بتوں کو ریزہ ریزہ کرنے کی خبر بادشاہ وقت نمرود کے کانوں تک

جا پہنچی ۔ خود حضرت ابراہیمؑ کے باپ نے بھی بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی ۔ تب بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا بھیجا اور اسے تباہ کرنے کی دھمکی دی ۔ آپ نے فرمایا ۔ زندہ کرنے والا اور مارنے والا خدا تعالیٰ ہے ۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے چونکہ نمرود خدائی کا دعویدار تھا اس نے غصہ بھرے لہجے میں کہا کہ زندہ کرنا اور مارنا میرے اختیار میں ہے یعنی آبادی اور ویرانی میرے قبضہ میں ہے ۔ حضرت ابراہیمؑ کو علم تھا کہ نمرود اور اس کی قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام حیات سورج پر منحصر ہے لیکن اگر یہ سچ ہے کہ بادشاہ موت اور حیات پر قدرت رکھتا ہے تو پھر سورج اس کے ماتحت ہوا ۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ نے کہا ۔ ایسا ہے تو سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نکال کر دکھاؤ ۔ اس پر وہ بادشاہ لاجواب ہو گیا اور مبہوت رہ گیا ۔

اگر بادشاہ نمرود یہ کہتا کہ میں سورج کو مشرق سے نکالتا ہوں تو سورج کی خدائی کو جواب مل جاتا اور اگر یہ کہتا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا تو اس کا اپنا خدائی کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جاتا ۔ اس لیے وہ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا ۔

سورۃ البقرہ میں اس مباحثہ کا ذکر آیا ہے ۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ ۝ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۝ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

(سورۃ البقرہ ۲۵۹)

س: نمرود بادشاہ حضرت ابراہیمؑ کے اس سوال پر کہ "تو سورج کو مغرب کی طرف سے لا" پر خاموش کیوں ہو گیا تھا؟

ج: بادشاہ اور اس کی قوم سورج کی پرستش کرتی تھی ۔ سورج ان کا سب سے بڑا دیوتا

سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو ہر قسم کی کامیابی اور ناکامی، ترقی اور تنزل نفع اور نقصان کا اصل باعث قرار دیا جاتا تھا۔ چنانچہ نیلسنز انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ ببلونیا میں لکھا ہے کہ میرے ڈاک ان کا بڑا خدا تھا۔ جسے سورج کی شعاع یا دن کی روشنی سمجھا جاتا تھا اور اسے بنی نوع انسان کی ترقی اور تنزل کا اصل باعث قرار دیا جاتا تھا۔ اس کا نام بعل یعنی آقا بھی تھا۔ اس کے علاوہ ان کا ایک بت شمس تھا یعنی سورج دیوتا۔

جب حضرت ابراہیمؑ اور بادشاہ وقت کے درمیان فی ربہٖ کے متعلق بحث ہوئی اس وقت دن کا وقت تھا اور سورج چڑھا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اس سورج کو پیچھے لے جا یا یہ کہا کہ اسے مغرب سے چڑھالا۔ اور اس سورج پر اپنی حکومت قائم کر کے دکھا۔ کیونکہ میرے خدا تعالیٰ کا تو یہ قانون ہے کہ وہ سورج کو مشرق سے چڑھاتا ہے اور اس طرح دنیا کو نفع پہنچاتا ہے۔ اور اگر دنیا کا نفع نقصان تمہارے ہاتھ میں ہے تو پھر سورج کیا کرتا ہے۔

اگر وہ بادشاہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ جواب دیتا کہ میں نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی ترقی اور تنزل میرے ہاتھ میں ہے بلکہ سورج کے ہاتھ میں ہے تو اس کا " انا احیی و امیت " کا دعویٰ باطل ہو جاتا اور اگر وہ یہ کہتا کہ میں ہی سارے امور بجا لاتا ہوں اور نفع ونقصان بھی میرے ہاتھ میں ہے سورج کے اختیار میں نہیں تو ساری قوم اس کی دشمن ہو جاتی اور اس وجہ سے وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور مبہوت رہ گیا۔ اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے نمرود پہ خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی۔

س ۵۳۔ حضرت ابراہیمؑ نے بادشاہ نمرود سے مناظرہ کر کے کیا ثابت کر

دکھایا۔

ج ۔ حضرت ابراہیمؑ نے بادشاہ وقت اور قوم کے سامنے یہ بات روشن کر دی کہ ربوبیت اور الوہیت کا حق صرف خدا تعالیٰ کو حاصل ہے اور کسی بڑے سے شہنشاہ کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کی برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرے ۔ کیونکہ وہ اور تمام دنیا خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے ۔

س ۵۲ ۔ کیا طالمود میں بھی اس بحث کا ذکر ملتا ہے ؟

ج ۔ جی ہاں طالمود میں بھی اس بحث کا ذکر ہے ۔ لیکن طالمود اور قرآن مجید کے بیان میں فرق ہے ۔ قرآن مجید میں زندہ کرنے اور مارنے کا ذکر پہلے ہے اور سورج کے تبدیل کرنے کا ذکر بعد میں آتا ہے لیکن طالمود میں سورج کی تبدیلی کا ذکر پہلے ہے اور احیاء و اماتت کا بعد میں ۔

طالمود میں لکھا ہے کہ :

جب حضرت ابراہیمؑ نمرود بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے آپ کو کہا کہ تو بتوں کی پوجا کیوں نہیں کرتا ۔ اس نے کہا جن کو آگ جلا دیتی ہے ۔ اُن کی کیا پوجا کروں ۔ اس نے کہا پھر آگ کی کیوں نہیں کرتا انہوں نے کہا جسے پانی بجھا دیتا ہے اس کی کیا پوجا کروں ۔ اس نے کہا پھر پانی کی کیوں نہیں کرتے ۔ انہوں نے کہا پانی کو تو بادل لاتا ہے اس نے کہا پھر بادلوں کی کیوں نہیں کرتا ۔ انہوں نے کہا اُن کو ہوا اڑا لے جاتی ہے ۔ اس نے کہا پھر ہوا ہی کی کر ۔ انہوں نے کہا کہ انسان اس سے بھی بچاؤ کر لیتا ہے اور بچ جاتا ہے اور وہ اس پہ غالب نہیں آتی ۔ اس نے کہا ۔ پھر مجھے پوجو ۔ کیونکہ میں انسانوں کا خدا ہوں ۔ انہوں نے کہا تمہارے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں اگر تو خدا ہے تو پھر سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا ۔

س ۵۳ ۔ بادشاہ وقت اور قوم ابراہیمؑ جب حضرت ابراہیمؑ کے دلائل ہستی

باری تعالیٰ سن کر لاجواب ہو گئی تو انہوں نے کیا فیصلہ کیا؟

ج۔ بادشاہ اور اس کی قوم حضرت ابراہیم کے دلائل سن کر لاجواب ہو گئے۔ صراط مستقیم کو اختیار کرنے کی بجائے وہ حق سے منحرف ہی رہے۔ بلکہ غیض و غضب میں مزید بڑھ گئے اور سب نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ بتوں کی توہین و تذلیل کرنے کے باعث ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا دینا چاہیئے۔ اور اپنے معبودوں کی مدد کرنی چاہیئے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء)

فلسطینی ربیوں کے لٹریچر میں لکھا ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کا حکم دے دیا۔ ایک لکڑیوں کا انبار پانچ گز مربع جمع کیا گیا اور اس کو آگ لگائی گئی اور ابراہیمؑ کو اس میں ڈالا گیا۔

اور بعض جگہ یہ واقعہ یوں لکھا ہے کہ نمرود اور قوم نے ابراہیمؑ کی سزا کے لیے ایک مخصوص جگہ بنوائی اور اس میں مسلسل کئی روز آگ دہکائی گئی حتیٰ کہ اس کے شعلوں سے قرب وجوار کی اشیاء جھلسنے لگیں۔ جب جب بادشاہ کو اور قوم کو یہ اطمینان ہو گیا کہ اب ابراہیمؑ کے بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ تب ایک گوپھن میں ابراہیم کو بٹھا کر دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا گیا۔

س۵۵: اللہ تعالیٰ نے آگ کو کیا حکم دیا؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو یہ حکم دیا کہ اے آگ! تو ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

اس پر اعجاز واقعہ کا ذکر سورۃ الانبیاء میں آتا ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝

ترجمہ:۔ ہم نے کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی کا موجب بن جا اور انہوں نے ایک تدبیر کرنی چاہی۔ پس ہم نے انہیں گھاٹے پانے والے بنا دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ عین اس موقع پر بادل برسا جس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور وہ آگ ابراہیمؑ کے لیے "بردو سلام" بن گئی اور حضرت ابراہیمؑ اس آگ میں سے صحیح سلامت نکل آئے۔

سورۃ العنکبوت میں "فانجٰہ اللّٰہ من النار" کے مبارک کلمات آئے ہیں۔

بعض نسخوں میں یہ الفاظ درج ہیں۔

"تجھے کسدیوں کی آگ سے نکال لایا"

(جیوش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ ابراھام)

س ۵۶:۔ حضرت ابراہیمؑ پر جو آگ ٹھنڈی ہوئی تھی۔ آیا وہ آتش ہیزم تھی یا فتنہ و فساد کی آگ تھی؟

ج:۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"فتنہ و فساد کی آگ تو ہر نبی کے مقابل میں ہوتی ہے اور وہی ہمیشہ کوئی ایسا رنگ اختیار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معجزہ نما طاقت اپنے نبی کی تائید میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہے۔ ظاہری آتش کا حضرت ابراہیمؑ پر فرو کر دینا خدا تعالیٰ کے آگے کوئی مشکل امر نہیں۔

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۷ء)

س ۵۷:۔ حضرت ابراہیمؑ جب آگ میں ڈالے گئے تو آپ کی زبان پر کیا کلمات تھے؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو آپ کی زبان پر "حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل" اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے" کے الفاظ تھے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے جب

ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ اور محمدؐ نے یہ کلمہ اس وقت ادا کیا جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہو کر آئے ہیں۔ بس تم ان سے ڈرو۔ پس ان صحابہؓ کا ایمان اس سے زیادہ ہوا اور کہا۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ (بخاری)

س ۵۸:۔ کیا اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا؟

ج:۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو معجزانہ رنگ میں آگ سے بچا لیا تو پھر توحید کے عاشق ابراہیمؑ نے آگ سے نجات پاتے ہی اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا اور کہا کہ تم نے تو بتوں کو اس لیے خدا بنا لیا ہے تاکہ وہ اس دنیا میں تمہارے درمیان محبت پیدا کرنے کا موجب ہو۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ بت اس دنیا تک ہی ہیں اگلے جہان میں یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ بلکہ قیامت کے دن پجاری بتوں کے تعلق سے اور بت پجاریوں کے تعلق سے انکار کر دیں گے اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور ان میں سے کوئی بھی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔

جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں حضرت ابراہیمؑ کی اس آخری تبلیغی کوشش کا ذکر ہے۔

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ

س ۵۹:۔ اس واقعہ کے بعد کون آپ پر ایمان لایا؟

ج:۔ اس پر اعجاز واقعہ کے بعد حضرت لوطؑ جو آپ کے بھائی حاران کے بیٹے تھے آپ پر ایمان لائے۔ جس کا ذکر سورۃ العنکبوت میں ہے۔ فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ، پھر لوط

اس پر ایمان لے آیا۔

س ۹: قوم نے ابراہیمؑ کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا؟

ج: بادشاہ اور قوم بت پرست تھی اور بت پرست وہمی ہوتے ہیں اس لیے جب انہوں نے آگ جلائی اور بادل کے برسنے سے جب وہ آگ بجھ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ خدا کی مشیت یہی ہوگی اس لیے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو چھوڑ دیا۔

س ۱۰: حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ کس شہر میں پیش آیا؟

ج: جس شہر میں حضرت ابراہیمؑ کو پکڑ کر آگ میں ڈالا گیا اس کا نام "اور" تھا۔ پشتو زبان میں اب تک اُور آگ کو کہتے ہیں اور اس شہر میں آتشکدہ تھا۔

س ۱۲: اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ کہاں تشریف لے گئے؟

ج: اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے جو مضبوطی سے توحید پر قائم تھے اور خدا تعالیٰ کو ہی خالق ارض و سماء سمجھتے تھے۔ ارادہ کیا کہ وہ کسی اور جگہ جا کر پیغام حق سنائیں تب آپ نے اپنی قوم میں اپنی ہجرت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ میں خدا تعالیٰ کی خاطر اب اپنا وطن چھوڑ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میرا خدا جو غالب ہے اور جس کے تمام کام حکمتوں پر مبنی ہیں مجھے غلبہ عطا کرے گا اور میری اس ہجرت کے اعلیٰ نتائج عطا فرمائے گا۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (سورۃ صافات)

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(سورۃ العنکبوت)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنا مولد اُور (فدان آرام) چھوڑ دیا اور حاران (حران) کی طرف چلے گئے اور وہاں "دین حنیف" کی تبلیغ شروع کی۔

س: حرّان شہر کہاں واقع ہے؟

ج: حرّان شہر کلدی علاقہ اور شام کے درمیان تھا۔ جب چلڈیا سے چلیں تو فلسطین

کی طرف راستہ میں یہ شہر آتا ہے۔ یہ بڑا بھاری شہر تھا۔ تمام تجارتی قافلے یہاں ٹھہرا کرتے تھے اور اسے تجارتی دروازہ کہتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ مذہبی سنٹر بھی تھا اور یہاں ایک بہت بڑا مندر چاند دیوتا کا تھا وہ لوگ جو چاند کے پرستار تھے وہ اس جگہ آتے اور نذرانے وغیرہ چڑھاتے تھے۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم صد ۲۷۲)

س ۶۴ :۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا وطن کیوں چھوڑ دیا تھا؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا وطن اس لیے چھوڑا تھا کہ آپ کا باپ مشرک تھا اور قوم بھی بت پرست اور ستارہ پرست تھی اور یہ اختلاف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے آخر ہجرت کر لی۔

س ۶۵ :۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کس نے ہجرت کی؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہؓ اور ان کے بھتیجے حضرت لوطؑ نے ہجرت کی۔

س ۶۶ :۔ حضرت سارہؓ کون تھیں اور لفظ سارہ کے کیا معانی ہیں؟

ج :۔ حضرت سارہؓ حضرت ابراہیمؑ کے چچا حاران کی بیٹی تھیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ۔

سارہ کے معنی خوش کرنے والی۔

س ۶۷ :۔ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے ہوئے اپنے باپ سے کیا وعدہ کیا تھا؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے ہوئے اپنے باپ سے یہ وعدہ کیا کہ میں آپ کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔

سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا

(سورۃ مریم)

ترجمہ :۔ میں ضرور تیرے لیے اپنے رب سے بخشش طلب کرتا رہوں گا یقیناً وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔

س۶۸:۔ کیا مشرک کے لیے دعا کرنا جائز ہے؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے مشرک باپ کے لیے یہ دعا کرنا سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّیۡ اِنَّهٗ كَانَ بِیۡ حَفِیًّا سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مشرک کے لیے زندگی میں دعا کرنا جائز ہے۔ بلکہ مرنے کے بعد بھی ایسے مشرک کے لیے دعا کرنا جائز ہے جس پر اتمام حُجّت کی سند نہ ملے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ حضرت آمنہ کو مشرک قرار دیا ہے۔ لیکن آپ نے ان کے لیے بھی دعا کی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ ۳۵۵

س۶۹:۔ حضرت ابراہیمؑ کا بارگاہِ الٰہی میں اپنے باپ کے لیے استغفار کرنے پر خدا تعالیٰ نے آپ پر کیا ظاہر کیا؟

ج:۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بذریعہ وحی یہ بتا دیا کہ آزر ایمان لانے والا نہیں ہے تو آپ نے آزر سے اپنی براءت کا صاف صاف اعلان کر دیا اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا کیونکہ وہ خدا کا دشمن تھا۔

سورۃ التوبہ میں اس واقعہ کا ذکر آتا ہے۔

وَمَا كَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنۡهُ ؕ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيۡمٌ ○

ترجمہ:۔ اور ابراہیمؑ کا استغفار اپنے باپ کے لیے صرف اس وجہ سے تھا کہ اس نے اس سے ایک وعدہ کیا تھا مگر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس وعدہ سے پوری طرح دست بردار ہو گیا۔ ابراہیم بہت ہی نرم دل اور عقل مند تھا۔

س۷۰:۔ حضرت ابراہیم نے اپنے مشرک والد کے لیے دعا کیوں مانگی؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ میرا خدا حفی ہے انتہائی خیر خواہ ہے اور والدین میں

اس کی صفت کا ادنیٰ پر تو ہوتا ہے۔ اس لیے محبت الٰہی کا یہ تقاضا ہے کہ میں اس کے لیے بھی دعا کروں جس کے وجود میں صفات الٰہیہ کا ظہور ہو۔

س ۱: ۔ حاران سے حضرت ابراہیمؑ نے کہاں ہجرت کی؟

ج: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق حاران سے کنعان (فلسطین) کی طرف ہجرت کی اور یہ زمین آئندہ ان کی اولاد کے لیے مقرر کر دی گئی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضرت سارہؓ، حضرت لوطؑ اور ان کی بیوی نے بھی ہجرت کی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کی اس ہجرت کا ذکر سورۃ انبیاء آیت نمبر ۷۲ میں آتا ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ: ۔ "اور ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے تمام جہانوں کے لیے برکتیں نازل کی تھیں۔"

س ۲: ۔ فلسطین کا علاقہ کن کی زیر اقتدار تھا۔

ج: ۔ فلسطین کا علاقہ کنعانیوں کی زیر اقتدار تھا۔

س ۳: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے فلسطین سے کس طرف ہجرت کی؟

ج: ۔ کہا جاتا کہ فلسطین میں جب قحط پڑ گیا تو لوگ غلہ کی تلاش میں مصر جانے لگے تب حضرت ابراہیمؑ بھی اپنے کنبے کے لوگوں کے ساتھ مصر چلے گئے۔

س ۴: ۔ اس وقت مصر پر کس خاندان کی حکومت تھی؟

ج: ۔ اس وقت مصر پر سامی خاندان کا بادشاہ حکمران تھا۔ جس کا لقب فرعون تھا۔

حضرت ابراہیمؑ اور اس بادشاہ کا سلسلہ نسب ایک ہی تھا۔ سفر ایشیاء میں (جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے) مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ حضرت کا ہم وطن تھا۔ (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۱)

س۵:۔ ابراہیمؑ کے خاندان کو برگزیدہ جان کر حاکم مصر نے کیا سلوک کیا ؟

ج:۔ فرعون مصر کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ اور اس کا خاندان خدا تعالیٰ کا مقبول اور برگزیدہ خاندان ہے تو اس نے آپ کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر قسم کے مال و منال سے نوازا۔ بلکہ اس نے آپ کی نیکی و بزرگی کو دیکھ کر اپنے خاندانی رشتہ کو مزید مستحکم کرنے کے لیے اپنی بیٹی "ہاجرہ" کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔

جو اُس زمانہ کے رسم و رواج کے اعتبار سے پہلی اور بڑی بی بی کی خدمت گزار قرار پائیں۔

س۶:۔ حضرت سارہؓ کی عمر اس وقت کتنی تھی ؟

ج:۔ تورات کی روایت کے مطابق اس وقت حضرت سارہؓ کی عمر ستر سال تھی۔

س۷:۔ حضرت ہاجرہؓ کون تھیں اور لفظ "ہاجرہ" کے کیا معانی ہیں۔

ج:۔ حضرت ہاجرہؓ قبطی تھیں۔ شاہ مصر فرعون کی بیٹی تھیں۔ لونڈی اور باندی نہیں تھیں۔

تورات میں حضرت ہاجرہؓ کو صرف اس لیے لونڈی کہا گیا ہے کہ شاہ مصر نے ان کو سارہؓ اور ابراہیمؑ کے سپرد کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ وہ سارہؓ کی خدمت گزار رہے گی۔

"ہاجرہ" کے معانی عربی زبان میں ہجرت کرنے والی کے ہیں۔

ھاجرہ اصل میں عبرانی لفظ ھا غار ہے۔ جس کے معانی بیگانہ اور اجنبی کے ہیں۔ ان کا وطن چونکہ مصر تھا اس لیے یہ نام پڑ گیا۔

ھا غار کے معانی جُدا ہونے والے کے ہیں چونکہ اپنے وطن مصر سے جدا ہو کر حضرت ابراہیمؑ کی شریک حیات بنیں اور حضرت سارہؓ کی خدمت کرنے والی ٹھہریں اس لیے ہاجرہ کہلائیں۔ (قصص القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰)

س: ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مصر کے قبطیوں کا خیال رکھنے کی کیوں نصیحت فرمائی تھی؟

ج: ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نصیحت کی تھی کہ مصر کے قبطیوں کا خیال رکھنا وہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کی ماں مصر کی تھیں۔

آپؐ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر مصر کو فتح کرے گا۔ جب تم فاتحانہ حیثیت سے مصر میں داخل ہو تو اس وقت تم اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری دادی ہاجرہ مصر کی تھیں۔

(درس القرآن صہ ۱۷۱ فرمودہ حضرت خلیفہ اوّل اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

س: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے مصر سے پھر کس علاقہ کی طرف ہجرت کی؟

ج: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے کنبے کے ساتھ دوبارہ کنعان کے علاقہ کی طرف ہجرت کی۔ جسے اب فلسطین کہتے ہیں اور جس میں یوروشلم وغیرہ یہود کے مقدس مقامات ہیں۔

س: ۔ ہجرت کرنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی مالی حالت کیسی تھی؟

ج: ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی ترقیات سے بھی نوازا تھا اور بڑے آرام کی زندگی عطا کی تھی۔ جیسا کہ " وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً " ط (سورۃ النحل) سے ثابت ہے اور بائبل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود دوسرے ملک سے ہجرت کر کے آنے سے حضرت ابراہیمؑ کی مالی حالت بہت اعلیٰ ہو گئی تھی اور حکومت بھی حاصل ہو گئی تھی۔

(پیدائش باب ۱۳، آیت ۱۴ تا ۱۶)

باوجود دنیاوی نعماء اور ترقیات کے حضرت ابراہیمؑ خدا تعالیٰ کی طرف ہی متوجہ رہے۔

س: ۔ حضرت ابراہیمؑ کیا کام کرتے تھے؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپؑ نے زراعت کے بعض عمدہ طریقے بھی ایجاد کیے تھے۔

س ۸۲ :۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارضِ کنعان میں کیا کیا بشارتیں عطا کیں ؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ سے خدا تعالیٰ کے بہت سے وعدے تھے۔ بائبل میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے کہا تھا کہ :۔

"اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک برکت ہو گا اور اُن کو جو تجھے برکت دیتے ہیں برکت دوں گا اور اُس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے لعنتی کروں گا اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے"۔

(پیدائش باب ۱۲، آیت ۲ - ۳)

اسی طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے فرمایا۔

"کہ یہ تمام ملک جو تو اب دیکھتا ہے میں تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لیے دوں گا"۔

(پیدائش باب ۱۳، آیت ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (الصافات) کو قبولیت کا شرف پہنایا اور حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک حلیم بیٹے کی بشارت دی۔

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ (الصافات)

اور حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسمٰعیلؑ رکھا گیا۔

اسی طرح حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کے متعلق بھی بشارات عطا کیں۔ جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں آتا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور سورۃ الصافات میں حضرت اسحٰقؑ کی بشارت اس طرح دی ہے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

س ۸۳:۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر کیا تھی جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے؟

ج:۔ جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ سال تھی۔ تورات میں مذکور ہے۔

"جب ابرام کے لیے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا تب ابرام چھیاسی برس کا تھا"

(تورات پیدائش باب ۱۶، آیت ۷ ۔ ۱۲)

س ۸۴:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو کس طرح آزمایا؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بعض باتوں کے ذریعے سے آزمایا اور حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پورا کر دکھایا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ

(سورۃ البقرہ)

اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ حکم دیا تھا کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر دیں۔

پھر خدا تعالیٰ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو ایک وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں۔

حضرت ابراہیمؑ کے بہت بڑے ابتلاؤں میں سے ایک بڑا ابتلا یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسے زمانہ میں مبعوث کیا جب ان کو پالنے والا باپ موجود تھا اور اُسے بتانا پڑا کہ تمہاری غلطی ہے اور کہنا پڑا کہ:۔

فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۔

یہ آج سے میں تمہارا روحانی باپ ہوں اور تم میری روحانی اولاد ہو۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم صـ۲۷۶)

اور حضرت ابراہیمؑ ان امتحانات میں کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اندرونی نیکی، اس کی مخفی روحانی طاقتیں اور قابلیتیں اور تقویٰ تمام دنیا پر ظاہر کر دیا

س ۵۴ :۔ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ رضؓ کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنے کا واقعہ بتائیں ؟

ج :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق حضرت ہاجرہ رضؓ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو جو انہیں بڑھاپے میں نصیب ہوا تھا ایک وادی غیر ذی زرع میں لا کر چھوڑ دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں چھوڑنے کا واقعہ حدیث میں یوں آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ :۔

پھر ابراہیمؑ ان کو اور ان کے لڑکے اسماعیلؑ کو لے آئے اور وہ ان کو دودھ پلا رہی تھیں یہاں تک کہ ان کو کعبہ کے پاس ایک درخت کے قریب زمزم کے پاس مسجد کی جگہ، کے اوپر بٹھا دیا اور ان کے پاس چمڑے کا ایک تھیلا رکھ دیا جس میں چھوہارے تھے اور ایک چھوٹی سی مشک رکھ دی۔ جس میں پانی تھا۔ پس جب ابراہیمؑ واپس جانے لگے تو اسماعیلؑ کی والدہ ان کے پیچھے دوڑیں اور کہا۔ اے ابراہیمؑ ! کہاں جاتے ہو ! اور ہمیں ایسے جنگل میں کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ جہاں انسان نہیں اور نہ کوئی چیز ہے ؟ انہوں نے کئی مرتبہ یہی کہا۔ مگر ابراہیمؑ نے ان کی طرف پھر کر نہ دیکھا۔ پھر اسماعیلؑ کی والدہ نے ان سے پوچھا کہ کیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے ابراہیمؑ نے کہا۔ ہاں۔ اسماعیلؑ کی والدہ نے کہا۔ تو اب وہ ہمیں ضائع نہ

کرے گا بعد اس کے وہ لوٹ آئیں اور ابراہیم چلے گئے۔

تجرید بخاری ص ۶۱۷

س ۶۰:۔ وہ کونسا مقام تھا جہاں حضرت ہاجرہ رضہ گھبرائی ہوئی پہنچی تھیں اور حضرت ابراہیم ؑ سے کہا تھا کہ ہمیں کہاں چھوڑے جا رہے ہو؟

ج:۔ "منیٰ" وہ مقام ہے جہاں حضرت ہاجرہ رضہ گھبرائی ہوئی پہنچی تھیں مگر جب حضرت ابراہیم ؑ نے کہا کہ میں خدا کے حکم کے مطابق تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو انھوں نے کہا۔

اِذًا لَا یُضَیِّعُنَا کہ اگر یہ بات ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

س ۶۱:۔ وہ کونسا مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم ؑ کو اس کی قربانی کے بدلہ میں بلند درجات عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا۔

ج:۔ "مزدلفہ" وہ مقام ہے جہاں آپ سے خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ اے ابراہیم ؑ میں اس قربانی کے بدلہ میں تجھے بہت بلند درجات عطا کروں گا۔

س ۶۲:۔ وہ کون سا مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم ؑ پر خدا تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی؟

ج:۔ "عرفات" وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم ؑ پر خدا تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی۔ اور عرفات ساحل سمندر کی طرف ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ اسی راستہ سے حضرت ہاجرہ رضہ اور حضرت اسماعیل ؑ کو چھوڑنے کے لیے شام سے تشریف لائے تھے۔ (تفسیر سورۃ البقرہ ص ۹۴۹)

س ۶۳:۔ حضرت ابراہیم ؑ حضرت اسماعیل ؑ اور ان کی والدہ کو وادی غیر ذی زرع میں کیوں چھوڑ آئے تھے؟

ج:۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسماعیل ؑ اور ان کی والدہ کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے اس بھیانک وادی میں چھوڑ آئے تھے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ خدا کا ذکر بلند ہو اور اس کی کھوئی ہوئی عظمت پھر سے دنیا میں قائم ہو جائے

س ۹: حضرت ابراہیمؑ نے انہیں چھوڑ آنے کے بعد کیا دعائیں مانگیں؟

ج: الٰہی منشاء کے مطابق جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو اس جنگل میں لا بسایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیری مقدس عبادت گاہ کی خدمت اور آبادی کے لیے چھوڑا ہے تاکہ تیرا ذکر بلند کریں۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ان کی تبلیغ اور وعظ میں اثر ہو۔ وہ تیری عبادت قائم کرنے والے ہوں تو ان کی جسمانی درستی کا بھی خیال رکھے۔ باوجود اس کے کہ وہ جگہ بے آب وگیاہ ہے تو ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ پھل پہنچا تاکہ لوگ جان لیں کہ خدا کی راہ میں قربانی کیے جانے والے اور قربانی کرنے والے کبھی ضائع نہیں کیے جاتے۔

تجرید بخاری صـ۱۶ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت آتی ہے کہ جب ابراہیمؑ چلے گئے یہاں تک کہ جب ثنیہ کے پاس پہنچے جہاں سے وہ لوگ ان کو نہ دیکھتے تھے تو انہوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کیا اور ان الفاظ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

رَبِّ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ ...

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی ان دعاؤں کا ذکر ہے

رَبَّنَآ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ فَٱجْعَلْ أَفْـِٔدَةً مِّنَ ٱلنَّاسِ تَهْوِىٓ إِلَيْهِمْ وَٱرْزُقْهُم مِّنَ ٱلثَّمَرَٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

رَبِّ ٱجْعَلْنِى مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِى ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○

س ۹۱: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ والوں کے لیے صرف وارزقھم من الثمرات کیوں کہا ؟

ج : ۔ درحقیقت حضرت ابراہیمؑ نے مکہ والوں کے لیے پھلوں کی دعا کرکے انتہا درجہ کی فراوانی کی دعا کر دی ہے ۔ کیونکہ مکہ میں ثمرات کا مہیا ہونا ناممکن تھا ۔ کیونکہ مکہ ایک ایسی بے آب وگیاہ وادی تھی جس میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی ۔ بس آپ نے تازہ تازہ میوے مانگے اور جب میوے آجائیں گے تو اور چیزیں خود بخود وہاں پہنچ جائیں گی ۔ آپ نے دعا کی کہ خدایا ان کو ثمرات سے محروم نہ کیجیو ۔ ایسی نازک اشیاء بھی پہنچ جائیں جن سے دنیا پر یہ حجت قائم ہو سکے کہ خدا نے اپنی خاطر قربانی کرنے والوں کے لیے جنگل میں منگل کر دیا ہے ۔

آج بھی اس ابراہیمی دعا کی برکت سے مکہ والوں کو تازہ بتازہ پھل میسر آرہے ہیں ۔

س ۹۲: ۔ حج کس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے ؟

ج : ۔ "حج" اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو بیت اللہ کے قریب ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر سرانجام دی تھی ۔ جہاں نہ پانی تھا اور نہ کھانے کا سامان ۔

حج ایک عظیم الشان عبادت ہے اور عملاً اس بات کا اعلان ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی کی خوشنودی کی خاطر دیوانہ وار اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں اور انسان کی آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ آجاتا ہے کہ خدا کی خاطر قربانی کرنے والے بچائے جاتے ہیں اور دائمی زندگی اور غیر معمولی انعامات کے وارث کئے جاتے ہیں ۔

س ۹۳: ۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے لیے کیا دعا مانگی ؟

ج :۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اس شہر مکہ کو امن کی جگہ بنا۔ اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھیو۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

آپ نے یہ دعا اس وقت مانگی تھی کہ جب مکہ مکرمہ کوئی شہر نہ تھا صرف چند جھونپڑیاں تھیں۔ اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس امر کا علم رکھتے تھے کہ مکہ کے علاقے میں شرک پھیلنے والا ہے۔ تبھی انہوں نے دعا کی۔ ورنہ جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی مکہ میں شرک کا نام و نشان تک نہ تھا صرف اسماعیلؑ کا گھر آباد تھا یا وہ لوگ بستے تھے جو ان کے تابع تھے۔

س ۹۴:۔ کیا حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آنا ایک ظالمانہ اور وحشیانہ فعل تھا؟

ج :۔ جی نہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آنا ایک ظالمانہ اور وحشیانہ فعل نہ تھا بلکہ یہ ایک پُر مغز اور باطنی قربانی تھی جس سے آج بھی دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے اور آج بھی حضرت اسماعیلؑ کے ذریعے اس وادی میں خدائے واحد کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور آج بھی وہاں لبیک اللّٰھم لبیک کہہ کر حضرت ابراہیمؑ کی طرح توحید کو پھیلانے کے لیے حاضر ہونے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔

س ۹۵:۔ کیا حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ آنے کے بعد بھی ان کی خبر گیری کرتے رہے؟

ج :۔ حضرت ابراہیمؑ اگرچہ فلسطین میں مقیم تھے۔ مگر بار بار مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنے آئے تو انہیں اسماعیلؑ

نہ ملے تو آپ نے ان کی بی بی سے ان کا حال پوچھا. جنہوں نے کہا کہ وہ ہمارے
لیے رزق تلاش کرنے گئے ہیں. پھر ابراہیمؑ نے ان سے اسماعیلؑ کی بسراوقات
اور حالت کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا. ہم بہت بری حالت میں ہیں. یعنی
بہت تنگی اور تکلیف. حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ جب تمہارے شوہر آئیں تو انہیں
سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل دیں.

(تجرید بخاری. صـ ۶۷۱)

س ۹۶: حضرت ابراہیمؑ کا یہ کہنا کہ " اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل دیں." سے کیا مراد تھی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ کے نام یہ پیغام (کہ دروازے کی چوکھٹ
بدل دیں) سے مراد یہ تھی کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور اس سے جدا ہو جاؤ
تب حضرت اسماعیلؑ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور ایک دوسری عورت
کے ساتھ نکاح کر لیا.

س ۹۷: حضرت ابراہیمؑ جب دوبارہ حضرت اسماعیلؑ کو ملنے آئے تو آپ نے ان کی بیوی
سے کیا حالات پوچھے اور کیا پیغام دیا؟

ج: تھوڑے توقف کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو ملنے آئے
اور ان کو نہ پایا تو ان کی بی بی سے حال پوچھا اور کہا کہ تم لوگ کس طرح ہو. بی بی
نے کہا کہ ہم اچھی حالت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی. حضرت ابراہیمؑ
نے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ اسماعیلؑ کی بی بی نے کہا گوشت. حضرت ابراہیمؑ
نے پوچھا پیتے کیا ہو. کہا، پانی. اس پر حضرت ابراہیمؑ نے دعا دی.

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِی اللَّحْمِ وَالْمَآءِ :.

" کہ اے اللہ ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت دے." پھر حضرت
ابراہیمؑ نے انہیں کہا کہ جب تمہارے شوہر آئیں تو انہیں میرا اسلام دینا اور کہنا
کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھیں.

س ۹۸: حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ اپنے جگر گوشے حضرت اسماعیل کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔

س ۹۹:۔ حضرت اسماعیلؑ نے رؤیا سن کر کیا جواب دیا تھا؟

ج:۔ فرمانبردار بیٹے نے جانثاری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر۔ تو انشاء اللہ مجھے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔ میں خوشی سے خدا کی راہ میں قربان ہونے کو تیار ہوں۔

س ۱۰۰:۔ باپ اور بیٹے کی فرمانبرداری دیکھ کر خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

ج:۔ جب باپ اور بیٹا دونوں ثابت قدمی اور بلند حوصلگی کے ساتھ فرمانبرداری پر آمادہ ہو گئے۔ اور باپ نے بیٹے کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے ماتھے کے بل گرا لیا تو اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا کہ اے ابراہیم! تو اپنی رؤیا پوری کر چکا۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی کے ذریعہ سے دے دیا۔ اور بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا نیک ذکر باقی رکھا۔ ابراہیمؑ پر سلامتی نازل ہوتی رہے۔ . . . .
وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

سورۃ الصافات میں اس واقعہ کا ذکر آتا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰۤأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ ۚ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰۤإِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے تجھے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر

رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔ کہا۔ اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاالٰہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔ پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہو گئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بل گرا لیا اور ہم نے اس کو پکار کر کہا۔ اے ابراہیمؑ تو اپنی رؤیا پورا کر چکا۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

س ۱۰۱:۔ حضرت ابراہیمؑ کا یہ واقعہ اسلام میں کس نام سے مشہور ہے؟

ج:۔ اسلام میں حضرت ابراہیمؑ کا یہ واقعہ "سنتِ ابراہیمی" کے نام سے مشہور ہے۔

س ۱۰۲:۔ یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟

ج:۔ یہ واقعہ شام کے علاقے میں پیش آیا تھا۔

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۴۵)

س ۱۰۳:۔ اس خواب کے اصل معنی کیا تھے؟

ج:۔ اس خواب کے اصل معنی یہ تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آؤ۔ خدا تعالیٰ نے الہام کیا کہ ظاہری قتل کے مقابلہ میں جنگل میں رہ کر ہر وقت کی موت قبول کرنا بہتر فدیہ ہے۔ تم اور تمہارا بیٹا اس فدیہ کو قبول کرو تو خدا کے مقرب ہو جاؤ گے اور سمجھ لیا جائے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا ہے اور تمہارے بیٹے نے اپنی خوشی سے ذبح ہونا منظور کر لیا ہے۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۵۹۱)

س ۱۰۴:۔ عیدالاضحیہ کے موقع پر ہم کس کی قربانی کو یاد کرتے ہیں؟

ج:۔ عیدالاضحیہ کے موقع پر ہم حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کو یاد کرتے ہیں خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے اس کی یاد کے لیے ایک خاص دن مقرر فرمایا اور عام دنیا کے لیے اس کو نمونہ بنا دیا۔

س ۱۰۵:۔ بائبل میں یہ واقعہ کس طرح بیان ہوا ہے؟

ج:۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے

لگے تو انہیں آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیوں کہ میں اب جان گیا ہوں کہ تو خدا سے ڈرتا ہے اور پھر انہوں نے پیچھے نگاہ کی تو ایک مینڈھا دیکھا جسے انہوں نے اسماعیلؑ کی جگہ ذبح کیا۔

(پیدائش باب ۲۲)

س: اس امتحان میں پورا اترنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو کیسا بشارت دی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کے حضرت اسماعیلؑ کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنے کے بعد جو ایک قسم کی موت تھی اور جس امتحان میں حضرت ابراہیمؑ پورے اترے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "حضرت اسحٰقؑ کے پیدا ہونے اور پھر اس کا نبی ہونے کی بشارت دی۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

ترجمہ: ۔ اور ہم نے اس کو اسحٰق کی بشارت دی کہ وہ نبی ہوگا اور نیک کاروں میں سے ہوگا۔

س: ۔ اُس وقت حضرت ابراہیمؑ کے تابع کون سے نبی تھے؟

ج: ۔ حضرت ابراہیمؑ کے تابع ان کے بھتیجے حضرت لُوطؑ نبی تھے۔ جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے شام کے ملک میں آئے تھے اور بعد ازاں سدوم بستی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس وقت نبوت براہِ راست ملا کرتی تھی نہ کہ نبی متبوع کے فیض سے۔

س: ۔ حضرت لوطؑ کی قوم کے متعلق تباہی کی خبر دینے والے فرستادوں نے حضرت ابراہیمؑ کو کیا بشارت دی؟

ج: ۔ خدائی منشاء کے مطابق فرستادوں نے حضرت لوطؑ کی قوم کی تباہی کی تکلیف دہ خبر دینے سے پہلے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی ولادت کی خوشخبری

دی اور ایک نیک نسل کی ابتدا کی خبر دے کر صدمہ کو کم کر دیا۔

س ۱۰۹: حضرت ابراہیمؑ کو یہ بشارت بلاواسطہ کیوں نہ دی۔

ج: اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ المومن یریٰ ویُریٰ لہٗ۔ کبھی مومن کو براہ راست خبر دی جاتی ہے اور کبھی دوسروں کی معرفت۔ چونکہ ان فرشتادوں کو کسی خاص غرض کے ماتحت حضرت لوطؑ کے پاس جانے کا حکم ملا تھا اور یہ خبر انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی پہنچانی تھی۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ کے رنج کو دور کرنے کے لیے یہ بشارت بھی انہی کی معرفت بھیجی گئی۔

(تفسیر سورۃ ھود صفحہ ۲۲۲)

س ۱۱۰: حضرت ابراہیمؑ نے ان فرستادوں کی مہمان نوازی کس طرح کی؟

ج: جب وہ فرستادے حضرت ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لائے اور کہا کہ تمہارے لیے بھی ہمیشہ سلامتی ہو۔ پھر آپ نے کچھ بھی دیر نہ لگائی کہ ایک بھنے ہوئے بچھڑے کو لے آئے اور جب آپ نے دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے تو آپ کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید کوئی بات مہمان نوازی کے خلاف ہوگئی ہے۔ سورہ ھود میں اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۷۰﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۱﴾

س ۱۱۱: حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو بشارت دیئے جانے کا باعث کیا بات بنی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کی بیوی پاس ہی کھڑی تھی وہ لوط قوم کے متعلق عذاب کی خبر سن کر گھبرائیں۔ ان کے دل میں ایک قوم کی تباہی پر دل میں درد پیدا ہوا۔ اللہ

تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند آئی اور حضرت اسحٰق ؑ کی پیدائش کی خبر بھی دے دی جس کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ ان کے دل میں بنی نوع انسان کے لیے رحم کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا رحم تو اس قدر وسیع ہے کہ وہ عذاب میں گرفتار ہونے والوں سے سچی ہمدردی کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ایک ترقی کرنے والی نسل کی بشارت دی گئی۔

س ۱۱۲:۔ ان خوشخبریوں کو سن کر حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی نے کیا کہا؟

ج:۔ حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی حضرت سارہؓ نے اس نعمت عظمیٰ کی عظمت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہائے میری رسوائی کیا، میں بچہ جنوں گی۔ حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور یہ میرا خاوند بڑھاپے کی حالت میں ہے۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

(سورۃ ھود)

س ۱۱۳:۔ فرشتوں نے اس گھرانے کے متعلق کیا کہا؟

ج:۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی کی بات سن کر کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بات پر تعجب کرتی ہو۔ اے اس گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی ہر قسم کی برکات نازل ہو رہی ہیں۔

سورہ ھود میں آتا ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ ۷۳

س ۱۱۴:۔ حضرت ابراہیم ؑ نے گھبراہٹ دور ہونے کے بعد کیا کیا؟

ج:۔ جب حضرت ابراہیم ؑ کا خوف کم ہوا اور آپ کو یہ خوشخبری مل گئی کہ آپ کو ایک بہتر قوم مل جائے گی تو محبت الٰہی کے اس

نظارہ کو دیکھ کر آپ نے خدا تعالیٰ سے لوطؑ کی قوم کو عذاب سے بچائے جانے کی درخواست شروع کر دی. حضرت ابراہیمؑ ایک دردمند دل رکھنے والے تھے اور خدا کے حضور بار بار جھکنے والے تھے.

(اس کی تفصیل حضرت لوطؑ کے واقعات میں درج ہے)

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَٰهِيمَ ٱلرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ ٱلْبُشْرَىٰ يُجَٰدِلُنَا فِى قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّٰهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾

س ۱۵. اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے کیا کہا؟ ... (اللہ تعالےٰ نے کہا.

ج:. يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَآ ۖ إِنَّهُۥ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ ءَاتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾

(سورہ ھود)

ترجمہ:. اے ابراہیمؑ! تو اس دعا سے اپنا رخ پھیرلے. اب تو تیرے رب کا حکم یقیناً آچکا ہے اور ان کی یقیناً یہ حالت ہے کہ ان پر ہٹایا نہ جا سکنے والا عذاب آرہا ہے۔"

س ۱۶. جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے کیا کہا؟

ج:. جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا تو آپ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے پاس آئے. حدیث میں آتا ہے کہ اس وقت حضرت اسماعیلؑ زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے اپنے تیر بنا رہے تھے پس جب اسماعیلؑ نے ابراہیمؑ کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور دونوں نے وہ بات کی جو باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا باپ کے ساتھ کیا کرتا ہے. پھر ابراہیمؑ نے کہا. اے اسماعیلؑ اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے. اسماعیلؑ نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پروردگار نے حکم

دیا ہے وہ تم کرو۔ ابراہیم نے کہا تم میری مدد کرو گے؟ اسماعیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ ابراہیمؑ نے کہا تو اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور انہوں نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے گرداگرد

(تجرید بخاری صہ ۶۲۴ ، صہ ۶۲۳)

س ۱۷:۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کعبہ کی دیواریں بناتے وقت کیسے کام کیا؟

ج:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ پتھر لانے لگے اور حضرت ابراہیمؑ بنانے لگے۔ یہاں تک کہ جب دیوار اونچی ہو گئی تو اسماعیلؑ ایک پتھر کو لے آئے اور اسے ان کے لیے رکھ دیا۔ پس ابراہیمؑ اس پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور اسماعیلؑ انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور دونوں یہ کہتے جاتے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(تجرید بخاری صہ ۶۲۴)

س ۱۸:۔ کعبہ کی عمارت بناتے وقت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کتنی دعائیں مانگی تھیں؟

ج:۔ جب خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی تھیں۔ باپ اور بیٹا مل کر دعا کرتے تھے۔

۱۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

ترجمہ:۔ الٰہی ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے

۲۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

ترجمہ:۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا۔

۳۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

ترجمہ:۔ ہمیں ہماری عبادت کے طریقے سکھا۔

۴۔ وَتُبْ عَلَيْنَا — ترجمہ:۔ اور ہم پر فضل سے متوجہ ہو۔

۵۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِكَ

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ان میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث کر جو انہی میں
سے ہو جو تیری آیات پڑھے۔

۶۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ:۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔

۷۔ وَيُزَكِّيهِمْ

ترجمہ:۔ اور انہیں پاک ٹھہرائے۔

اس واسطے مومن سات دفعہ وہاں طوائف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے اور اس مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں۔

(درس القرآن صفحہ ۴۰۲ فرمودہ حضرت خلیفہ اوّل)

س ۱۱۹:۔ حضرت ابراہیمؑ نے کس نیت سے مکہ کی بنیاد رکھی تھی؟

ج:۔ حضرت ابراہیم نے اس نیت سے مکہ کی بنیاد رکھی تھی کہ یہ توحید اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنے اور امنِ عالم کے قیام کا ایک زبردست ذریعہ قرار پائے۔

س ۱۲۰:۔ خدا تعالےٰ کے گھر کی تجدید کس نے کی؟

ج:۔ تمام آزمائشوں پہ پورا اترنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کی اور اس کی بنیادوں کو بلند کیا۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں آتا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(سورہ البقرہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسماعیلؑ بھی اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ

"اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما۔ تو ہی ہے جو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

س ۱۴:۔ خدا تعالیٰ کے گھر کی دیواریں بلند کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کیا دعائیں مانگیں؟

ج:۔ انبیاء کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہم نے تیری خالص توحید اور محبت کے لیے یہ گھر تعمیر کیا ہے تو اسے اپنے فضل سے قبول کر اور اس کو ہمیشہ ہمیش کے لیے اپنے ذکر کی جگہ بنا دے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں نیک بنا اور پھر ہماری اولاد میں سے ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے جو تیرا فرمانبردار ہو اور ہمیں ہمارے مناسب حال عبادت کے طریق بھی بتا۔ ہمارے گناہوں سے درگزر کرتا رہ۔ تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۹)

حضرت ابراہیمؑ کی بعثت کیونکہ تمام دنیا کی طرف نہ تھی اس لیے آپ نے خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کرتے ہوئے یہ عظیم الشان دعا بھی مانگی کہ الٰہی آئندہ دنیا میں ایک عظیم الشان رسول کھڑا کیجیئے اور وہ رسول میری اولاد میں سے ہو اور ساری مخلوق اس کے فیض سے مستفیض ہو سکے اور وہ دعا یہ ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورۃ البقرہ آیت ۱۳۰)

س ۱۲۲: اس دعا میں حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک رسول کے مبعوث کیے جانے کی دعا کیوں مانگی ؟

ج: حضرت ابراہیم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا جاچکا تھا کہ ان کی اولاد میں سے خدا تعالیٰ بہت سے رسول مبعوث کرے گا۔ لیکن آپ پر یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ آخری رسول جو دنیا کا نجات دہندہ ہوگا جو خاتم النبیینؐ ہوگا وہ بنو اسماعیلؑ میں سے ہوگا جس کی کتاب پر تمام شریعتوں کا اختتام ہوگا۔

س ۱۲۳: دعائے ابراہیمیؑ کا مصداق کون ہیں ؟

ج: دعائے ابراہیمیؑ کے مصداق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کی اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے۔

خود حضرت فخر المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا ثمر ہوں ؛

"اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ"

(جامع البیان جلد اول ص۴۳۵)

س ۱۲۴: دعائے ابراہیمیؑ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ .... کا جواب کونسی سورۃ ہے ؟

ج: دعائے ابراہیمی کا جواب "سورۃ الکوثر" ہے۔

(تفسیر سورۃ البقرہ ص۱۹۱)

س ۱۲۵: دعائے ابراہیمی میں انبیاء کے کیا فرائض اور ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں ؟

ج: ہر نبی جو دنیا میں آیا اس کے یہی فرائض تھے کہ وہ ۔ ۱۔ تلاوتِ آیات کرنا ۔ ۲۔ کتاب اللہ کی تعلیم دینا۔ ۳۔ احکام کی حکمتیں بتانا اور ۴۔ تزکیہ نفس کرنا۔ یہی چار مقاصد خلافت اسلامی کے فرائض سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

س ۱۲۶: حضرت ابراہیمؑ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام کی کیا کیفیت بتائی گئی تھی ؟

ج :- حضرت ابراہیمؑ کو حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام کی کیفیت یوں بتادی گئی کہ وہ کلام اکٹھا نہیں اترے گا بلکہ آہستہ آہستہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اترے گا۔

آپ کو یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ کے الفاظ میں قرآن کریم کے نزول کی کیفیت سمجھادی گئی تھی۔

س ۱۲۷ :- خداتعالیٰ کے اس گھر کی عمارت جس کی دیواریں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے بلند کی تھیں، کیسی تھی؟

ج :- خداتعالیٰ کا یہ گھر صرف چار دیواروں کا خالی احاطہ تھا۔ مقابل کی دو دیواریں ۳۱، اور ۳۲ گز لمبی اور دوسری دو دیواریں ۲۲، اور ۲۳ گز لمبی تھیں۔ اس پر چھت نہ تھی۔ ایک طرف اندر آنے جانے کا کھلا راستہ تھا۔ جس پر کوئی کواڑ یا چوکھٹ وغیرہ نہ تھی۔

س ۱۲۸ :- خانہ خدا کے قرآن مجید میں اور کیا نام بیان ہوتے ہیں؟

ج :- ۱- اَلْبَیْت

۲- اَلْبَیْتُ الْعَتِیْق (قدیم ترین گھر)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا (سورۃ البقرۃ)

اور وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ (الحج آیت ۳۰)

یعنی لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس قدیم ترین گھر کا طواف کریں۔

س ۱۲۹ :- دنیا میں پہلی عبادت گاہ کونسی ہے؟

ج :- دنیا میں پہلی عبادت گاہ "بیت اللہ" ہے یعنی خانہ کعبہ ہے۔ جس کی ابتداء ایسے زمانہ سے وابستہ ہے جس کا علم صرف خداتعالیٰ کو ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے آنے سے پہلے بیت اللہ کے نشانات موجود تھے۔ جیسا کہ احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے خداتعالیٰ کے اذن کے مطابق حضرت ہاجرہ رضؓ اور

حضرت اسماعیلؑ کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا اور وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو آپ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ

پھر قرآن مجید کے یہ الفاظ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ آل عمران آیت ۹۶)

یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے فائدہ کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

س ۳۰:۔ مکہ کا اصل نام کیا ہے اور اس کے معانی کیا ہیں؟

ج:۔ مکہ کا اصل نام بکہ ہے۔ اور اس کے معانی اژدھام۔ یعنی بہت زیادہ لوگوں کے اکٹھے ہونے کے ہیں۔

س ۳۱:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ " بیت اللہ " کے متعلق کیا اعلان کروایا؟۔

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ایک نقطہ مرکزی پر جمع کرنے کے لیے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور پھر حضرت ابراہیمؑ کے ذریعے اس عمارت کی تجدید کی اور دنیا کے سامنے پہلی دفعہ یہ اعلان کروایا کہ یہ خدا کا پاک گھر اس لیے بنایا گیا ہے کہ یہاں لوگ آئیں، اس مقدس گھر کا طواف کریں۔ اس میں عبادات بجا لائیں۔ ذکر الٰہی کریں اور دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اور فرمایا

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۶)

س ۳۲:۔ مقام ابراہیمؑ کونسی جگہ ہے؟

ج:۔ مقام ابراہیمؑ مقام کعبہ کے پاس ایک خاص جگہ ہے جہاں طواف بیت اللہ

کے بعد مسلمانوں کو دو سنتیں پڑھنے کا حکم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ کے بعد اس جگہ شکرانہ کے طور پر نماز پڑھی تھی اور اس سنت کو جاری رکھنے کے لیے وہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

س ۱۳۳:۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد " وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى " کہ تم مقام ابراہیمؑ کو عبادت گاہ بناؤ"، میں کس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مسلمانوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی گئی ہے کہ عبادت اور فرمانبرداری کے جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے تھے تم بھی اپنے آپ کو اسی مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش کرو حضرت ابراہیمؑ کا اصل مقام وہ مقام اخلاص اور مقام تقویٰ تھا جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جس اخلاق، جس محبت اور جس تقویٰ اور جس انابت الی اللہ سے نیکیوں میں حصہ لیا تھا تم بھی اسی مقام پر کھڑے ہو کر نیکیوں میں حصہ لو۔ تم بھی اسی طرح اللہ سے محبت کرو اور اسی رنگ میں دین کے لیے قربانیاں بجا لاؤ جس رنگ میں حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے لیے قربانیاں کی تھیں تاکہ تمہیں بھی مقام ابراہیمی حاصل ہو جائے۔

(تفسیر کبیر بقرہ صفحہ ۱۶۸)

نیز اس خدائی ارشاد سے دنیا کے تمام مقامات اور شہروں میں ایسے تبلیغی مراکز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو خانہ کعبہ کی ظلیت میں اشاعت اسلام کے مراکز ہوں اور جہاں بیٹھ کر عبادت الٰہی کو قائم کیا جائے اور توحید کی اشاعت کی جائے۔

(تفسیر کبیر سورۃ بقرہ صفحہ ۱۶۹)

س ۱۳۴: بیت اللہ کو قبلہ مقرر کرنے سے کس نبی کی پیش گوئی کی عظمت ظہور میں آئی ؟

ج : بیت اللہ کو قبلہ مقرر کرنے سے حضرت ابراہیمؑ کی پیش گوئی کی عظمت دنیا پر ظاہر ہوگئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان کے خلاف تھا کہ دعائے ابراہیمیؑ کے مصداق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو دنیا ایمان لے آتی اور خانہ خدا کے ساتھ اس کا پختہ تعلق قائم نہ ہوتا۔

پس اس نے حضرت ابراہیمؑ کی پیش گوئی کی عظمت کے ظہور کے لیے بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر کے تمام بنی نوع انسان کا اپنے گھر سے ایک دائمی مضبوط تعلق پیدا کر دیا اور سچے مومنوں کی روحانی عظمت ظاہر کر دی۔

س ۱۳۵: حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کیا نصیحت فرمائی تھی ؟

ج : حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ تم اپنی خیر خواہی صرف اپنی ذات یا اپنی قوم تک محدود نہ رکھنا بلکہ اُسے وسیع کرتے چلے جانا اور ساری دنیا کو اس میں شامل کرنا۔ اپنے آپ کو صفت رب العالمین کا مظہر بنانا اور ساری دنیا کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کرنا اور جب تم پر موت آئے تو تمہارا اپنے رب سے سچا اور مخلصانہ تعلق قائم ہو چکا ہو۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۳ میں اس وصیت کا ذکر آتا ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ

س ۱۳۶: حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ پر کن کلمات کو پڑھ کر پھونکا کرتے تھے ؟

ج : حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ انہی کلمات سے اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ کے لیے پناہ مانگا

کرتے تھے۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ
هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (تجرید بخاری ص۶۲۵)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری صفات کاملہ کے ذریعہ ہر شیطان اور ہر غم دینے والے سے اور ہر ملامت کرنے والی ضرر انگیز آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (تجرید بخاری ص۶۲۵)

س ۱۳۷: حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی" "اے میرے رب! مجھے بتا کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے"، کس وجہ سے تھا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کو اس بات پر کامل ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ احیاء موتیٰ کر سکتا ہے مگر آپ اپنی قوم کے متعلق یہ تسلی کرنا چاہتے تھے کہ اس پر الٰہی فضل نازل ہوگا اور وہ بھی زندہ قوم بن جائے گی۔

حضرت ابراہیمؑ کو حقائق اشیاء کی جستجو اور طلب کا طبعی ذوق تھا۔ آپ حق الیقین حاصل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

س ۱۳۸: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اطمینان قلب کے لیے کیا جواب دیا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا! تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے۔ پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دے پھر انہیں بلا۔ وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۱ میں اس کا ذکر آتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ
اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

س ۱۳۹:۔ حضرت ابراہیمؑ کے اس سوال اور اللہ تعالےٰ کے اس کلام سے کیا مراد تھی؟

ج:۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظاہری کلام نہیں بلکہ مجازی کلام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے یہ دعا کی کہ الٰہی! احیاء موتیٰ کا کام جو تو نے میرے سپرد کیا ہے اُسے پورا کر کے دکھا اور مجھے بتا کہ میری قوم میں زندگی کی روح کس طرح پیدا ہو گی۔ جب کہ میں بڈھا ہوں اور کام بہت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے وعدہ کیا ہے تو یہ کام ہو کر رہے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ ہو کر تو ضرور رہے گا مگر میں اپنے اطمینان کے لیے پوچھتا ہوں کہ یہ مخالف حالات کس طرح بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو چار پرندے لے کر سدھا۔ یعنی اپنی اولاد میں سے چار کی تربیت کر۔ وہ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس احیاء کے کام کی تکمیل کریں گے۔

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صـــ ۶۰۲)

س ۱۴۰:۔ یہ چار روحانی پرندے کون ہیں؟

ج:۔ یہ چار روحانی پرندے حضرت اسماعیلؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ ہیں۔

س ۱۴۱:۔ ان پرندوں کو پہاڑ پر رکھنے سے کیا مراد تھی؟

ج:۔ ان روحانی پرندوں کو پہاڑ پر رکھنے سے مراد ان کی نہایت اعلیٰ تربیت کرنا تھی اور دوسرے ان کے رفیع الدرجات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ وہ بلندیوں کی چوٹیوں تک جا پہنچیں گے۔ ان روحانی پرندوں میں سے دو کی یعنی حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کی حضرت ابراہیمؑ نے براہِ راست تربیت کی اور دو کی یعنی حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی بالواسطہ تربیت کی۔

س:۔ ان چار روحانی پرندوں کو علیحدہ علیحدہ چار پہاڑوں پر رکھنے سے کیا مراد تھی؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ بتایا کہ یہ احیاء چار علیحدہ علیحدہ وقتوں میں

ہو گا۔

احیاء قومی کا وہ نقشہ جو حضرت ابراہیمؑ کے قرب زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ انہیں بتا دیا گیا اسی طرح بعد کے زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی چار ترقیات کو حاصل کرنے کا اشارہ بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ تمہاری قوم چار دفعہ مردہ ہو گی اور ہم اُسے چار دفعہ زندہ کریں گے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ، پھر حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور پھر چوتھی بار حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ابراہیمی آواز بلند ہوئی اور مردہ زندہ ہوا۔

پہلا پرندہ جسے حضرت ابراہیمؑ نے بلایا اور اطمینان قلب حاصل کیا وہ موسوی امت تھی۔ دوسرا پرندہ عیسوی امت تھی۔ تیسرا پرندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلالی ظہور کی حامل اور مظہر محمدیؐ جماعت تھی اور چوتھا پرندہ آپ کے جمالی ظہور کی مظہر جماعت احمدیہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے قلب کو راحت پہنچائی اور آپ نے کہا کہ واقعی میرا خدا زندہ کرنے والا ہے۔ غرض اس میں قریب اور بعید دونوں زمانوں کی پیشگوئی تھی جو اپنے اپنے وقت پر بڑی شان سے پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ کا عزیز اور حکیم ہونا ظاہر ہو گیا۔

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صـ۶۰۳)

۱۴۳ س:۔ وہ کون سے نبی ہیں جن کا احترام تمام اقوام میں پایا جاتا ہے؟

ج:۔ انبیاء سابقین میں سے حضرت ابراہیمؑ ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا ادب واحترام تمام اقوام کرتی ہیں۔ عرب، عیسائی، یہودی اور صابی سب کے سب حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لانے میں مشترک ہیں۔

۱۴۴ س:۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ کا مشروط عہد کیا تھا؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیمؑ کو قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے

ایک نمونہ کے طور پر پیش کئے جانے کے متعلق بتایا تو حضرت ابراہیم نے اپنی ذریت کے لیے بھی خدا کے حضور یوں دعا کی کہ الٰہی! میری اولاد پر بھی تیری رحمت کا ہاتھ رہے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

لا ینال عھدی الظالمین (سورۃ البقرہ)

"ٹھیک ہے مگر میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا"

اللہ تعالیٰ نے یہ مشروط وعدہ فرمایا کہ تمہاری اولاد میں سے بعض اس عہد سے حصہ پائیں گے ان پر خدائی انعامات نازل ہوں گے۔ مگر حصہ پانے والے وہی ہوں گے جو قومی ظلم کے ذریعہ سے اپنے آپ کو انعام سے محروم کر چکے ہوں۔

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۱۶۰)

اور تمہاری اولاد میں سے جو ابراہیمی سنت کو قائم رکھیں گے ہم ان میں امام بناتے جائیں گے اور وہ خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ انعامات سے حصہ لیتے رہیں گے

س ۱۴۵:۔ اس مشروط عہد کی ظاہری علامت کیا بیان کی گئی ہے؟

ج:۔ اس مشروط عہد کی ظاہری علامت ختنہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بتا دیا تھا کہ تیری اولاد میں سے جو اس عہد کی پابندی نہیں کریں گے۔ خدا تعالیٰ کا عہد بھی ان سے ختم ہو جائے گا اور ان کو وہ انعامات نہیں دیئے جائیں گے جن کا حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ وعدہ کیا گیا ہے۔ رسم ختنہ آج بھی ملت ابراہیمیؑ کا شعار ہے۔

س ۱۴۶:۔ یہ ظاہری نشان بنی اسرائیل کے کس نبی تک جاری رہا؟

ج:۔ اس عہد کا ظاہری نشان جو ختنہ کی صورت میں قائم کیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰؑ تک جاری رہا اور یہ قوم خدا تعالیٰ کے انعامات کی وارث رہی مگر بنو اسرائیل کا وہ حصہ جو ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ اس گروہ سے کٹ گیا جس کو انعامات کا وعدہ دیا گیا تھا اور صرف وہی لوگ انعامات کے مستحق رہ گئے جو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ لیکن آگے چل کر انہوں نے بھی اس عہد کو

توڑ دیا۔ ختنہ چھوڑ کر اور شریعت کو لعنت قرار دے کر (نعوذ باللہ) انہوں نے اپنے آپ کو خدائی فضلوں سے محروم کرلیا۔

س ۱۴۷:۔ کیا بائبل میں بھی اس عہد کے مشروط ہونے کا ذکر آتا ہے؟

ج:۔ بائبل میں آتا ہے۔

"پھر خدا نے ابراہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد اور تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو۔ سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کروا اور یہ اُس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ کیا گھر کا پیدا۔ کیا پردیسی سے خریدا ہوا جو تیری نسل کا نہیں لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا۔"

(پیدائش باب ۱۷)

س ۱۴۸:۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ کتنی عمر میں کیا تھا؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ ۸۰ (اسّی) برس کے تھے جب آپ نے اپنا ختنہ کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ ایک بسولے سے کیا تھا۔ جبکہ وہ اسّی برس کے تھے"

(تجرید بخاری صفحہ ۶۱۵)

تورات میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر ننانوے سال ہوئی اور حضرت اسماعیلؑ کی تیرہ سال ہوئی تو اللہ کا حکم آیا کہ ختنہ کروا اور حضرت ابراہیمؑ نے تعمیل

حکم میں پہلے اپنی ختنہ کیں اور اس کے بعد اسماعیلؑ اور تمام خانہ زادوں اور غلاموں کی ختنہ کرائیں۔

س ۱۴۹: ۔ اللہ تعالیٰ کے کس نبی کے زمانہ سے مکہ کو حرم قرار دیا ؟

ج: ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے مکہ کو حرم قرار دیا اور خود اس کی حفاظت فرمائی۔

س ۱۵۰: ۔ حضرت ابراہیمؑ کی تمام کامیابیوں کا گر کیا بتایا گیا ہے ؟

ج: ۔ حضرت ابراہیمؑ صدیق و راستباز تھے۔ ہر کام میں سچائی اختیار کرنا آپ کی کامیابیوں کا گر تھا

س ۱۵۱: ۔ حضرت ابراہیمؑ کی صفات بیان کریں ؟

ج: ۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو شروع ہی سے حق کی بصیرت اور رشد و ہدایت عطا فرمائی تھی۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی بصیرت افروز رشد و ہدایت کا ذکر اس طرح آتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: ۔ اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی صلاحیت اور قابلیت عطا کی تھی اور ہم اس کے اندر و نہ سے واقف تھے۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ مجسم راست باز نبی تھے۔

جیسا کہ سورۃ مریم میں آتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

ترجمہ: ۔ اور تو کتاب کی رو سے ابراہیمؑ کا ذکر کر۔ یقیناً وہ بہت راست باز نبی تھے۔"

(صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس ہستی پر اطلاق پاتا ہے جس کی ذاتی اور نفسیاتی

صفت صدق ہو۔)

۳۔ حضرت ابراہیمؑ معلّم خیر تھے۔یعنی دنیا کو نیکی کی تعلیم دینے والے تھے۔

۴۔ حضرت ابراہیمؑ جامع الخیر تھے۔ سب قسم کے اخلاقِ فاضلہ ان میں پائے جاتے تھے۔

۵۔ حضرت ابراہیمؑ نہایت اعلیٰ فطرت رکھتے تھے آپ کے اندر وہ طاقتیں اور استعدادیں موجود تھیں جن سے اچتیں پیدا ہوئی تھیں۔

۶۔ آپ خدا تعالےٰ کے کامل فرمانبردار تھے اور بہت دعائیں کرنے والے تھے۔

۷۔ آپ موحّد تھے۔ شرک سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ اپنی ہر ایک خوبی کو نعمت خداوندی سمجھتے تھے۔

۸۔ آپ تمام نعماء الٰہی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے آپ خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے اور ترقیات کے موقعہ پر آپ کا ایمان اور بڑھ جایا کرتا تھا۔

ان تمام صفات کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو پسند کر کے اسے چن لیا اور اپنا برگزیدہ بنالیا۔

آپ کی ان صفات کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں بھی ترقیات سے نوازا اور آخرت میں بھی صالحین میں آپ کا شمار ہوگا۔

سورۃ النحل کی یہ آیات آپ کی خداداد صفات پر دلیل ہیں۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ
وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ
اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ یقیناً ابراہیمؑ ہر ایک خیر کا جامع۔ اللہ کے لیے تذلل اختیار

کرنے والا اور ہمیشہ خدا کا کامل فرمانبرداری کرنے والا تھا. اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

وہ اس کے انعاموں کا شکر گزار تھا. اس کے رب نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور ایک سیدھی راہ کی طرف اس کی رہنمائی کی تھی۔

اور ہم نے اُسے اس دنیا میں بھی بڑی کامیابی بخشی تھی اور وہ آخرت میں بھی یقیناً صالح لوگوں میں سے ہوگا۔

۹۔ حضرت ابراہیمؑ رقیق القلب، نرم دل اور دردمند دل رکھنے والے تھے۔

۱۰۔ حضرت ابراہیمؑ بردبار تھے۔

جیسا کہ سورہ توبہ میں آتا ہے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

ترجمہ: یقیناً ابراہیمؑ دردمند دل رکھنے والے اور بردبار تھے۔

۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ خدا کے حضور بار بار جھکنے والے تھے۔ قوم لوط کے متعلق عذاب کی خبر سن کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝

ترجمہ: یقیناً حضرت ابراہیمؑ البتہ بردبار، نرم دل اور بار بار جھکنے والے تھے۔

(سورۃ ھود)

۱۲۔ حضرت ابراہیمؑ بہت مہمان نواز تھے۔

جیسا کہ سورۃ ھود میں آتا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝

ترجمہ: اور یقیناً ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لائے. انہوں نے کہا سلامتی ہو. کہا (تم پر بھی) ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی رہے. پس

زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

س ۱۵۲: حضرت ابراہیمؑ کا لقب کیا تھا؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کا لقب "خلیل اللہ" تھا۔

قرآنی ارشاد ہے۔

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا۔

(سورۃ نساء رکوع نمبر ۱۸)

س ۱۵۳: سورۃ ابراہیمؑ کس پارے میں آئی ہے؟

ج: سورۃ ابراہیم ۱۳، پارے میں ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ۱۵۳، آیات ہیں اور ۷، رکوع ہیں۔

س ۱۵۴: حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کتنی سورتوں میں آتا ہے؟

ج: حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ۲۵، سورتوں میں آیا ہے۔ آپ کا ذکر مکی اور مدنی دونوں سورتوں میں موجود ہے۔

سُورۃ البقرہ، آلِ عمران، النساء،
الانعام، التوبہ، ھود
إبراھیم، النحل، الانبیاء
الشعراء، الاحزاب، ص
الزخرف، النجم، الممتحنہ
یوسف، الحجر، مریم
الحج، العنکبوت، الصافات
الشوریٰ الذاریات الحدید
الاعلیٰ

س ۱۵۵ : سورۃ ابراہیمؑ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کس طرف توجہ دلائی ہے ؟

ج : ۔ سورۃ ابراہیمؑ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توجہ دلائی ہے کہ ابراہیمؑ کی زبان سے ہم تمہارے فرائض بیان کر چکے ہیں تمہیں وہ ذمہ داریاں کبھی نہیں بھلانی چاہئیں

س ۱۵۶ : سورۃ ابراہیمؑ میں کفار کو کس بات سے ڈرایا گیا ہے ؟

ج : ۔ سورۃ ابراہیمؑ میں کفار کو اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کی بنیاد اس نیت کے ساتھ رکھی تھی کہ یہ توحید کا مرکز ہو ۔

اور اگر تم شرک کرو گے تو تم کو یہاں سے دُور کر دیا جائے گا اور تمہاری ہلاکت اور تمہاری دوری توحید کی تصدیق کے لیے دلیل بن جائے گی ۔

(تفسیر سورۃ ابراہیم صـ ۴۳۷)

س ۱۵۷ : ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ والوں کو دینِ ابراہیم پر چلنے کی نصیحت کیوں کی تھی ؟

ج : ۔ حضرت ابراہیمؑ مکہ والوں کے جدامجد تھے ۔ مکہ والے اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں سے سمجھتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کو اپنا باپ کہتے تھے اس لیے باپ کی مثال دے کر ان کو غیرت دلائی کہ دیکھو وہ خدا کا فرمانبردار تھا تم بھی اس کے نقشِ قدم پر چلو اور اپنے اندر شکرگزاری کے جذبات پیدا کرو اور اس کی طرح دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دو ۔

باپ کی مثال دے کر غیرت دلانا اصلاح کا بہترین طریقہ ہے ۔ اس لیے مکہ والوں کو نصیحت کی ۔

س ۱۵۸ : ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ترقی کی کلید کیا بتائی ہے ؟

ج : ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ترقی اور کامیابی کی کلید اس بات کو قرار دیا ہے کہ ہر نیک بات خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی جائے اور ہر بُری بات پر ناکامی کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا جائے ۔

(تفسیر کبیر سورۃ الفرقان صـ ۱۳۲)

جیسے حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ٥

(سورۃ شعراء ع ٥)

"کہ جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے شفا دیتا ہے۔ یعنی بیماری میری طرف سے آتی ہے اور شفا خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے آپ نے محنت اور توکل کا درس دیا ہے جو کامیابی کی کلید ہے۔

س ۱۵۹: حضرت ابراہیمؑ کی کتنی بیویاں تھیں۔ ان کے نام بتائیں۔

ج: حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں۔

۱۔ حضرت سارہؓ

۲۔ حضرت ہاجرہؓ

۳۔ حضرت قطورہؓ

حضرت سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔

حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ جو پہلوٹھے بیٹے تھے پیدا ہوئے

حضرت قطورہؓ کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔

جیسا کہ پیدائش ۲۵، آیت ۱۔ ۴ میں لکھا ہے اور ابراہیمؑ نے ایک اور جورو کی جس کا نام قطورہ تھا اور اس سے زمران، یقسان، مدان، مدیان، ریشاق اور شوحا پیدا ہوئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان سب کو بنو قطورہ کہتے ہیں۔

س ۱۶۰: حضرت ابراہیمؑ نے کتنے برس کی عمر میں وفات پائی؟

ج: حضرت ابراہیمؑ نے ۱۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

س ۱۶۱: واقعہ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ کو کس آسمان پر دیکھا تھا؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ کو ساتویں آسمان پر دیکھا تھا

(مسند احمد بن حنبل ص ۲۰۷)

س ۱۶۲: حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کن صفات کے حامل لوگ رکھے جائیں گے؟

ج:۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ساتویں آسمان پر وہ عباد الرحمٰن رکھے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل وانصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی جو دن کے اوقات میں احکام الٰہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ وقیام میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا۔ یعنی وہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل صـ۲۰۷ــ ۲۰۹۔ بحوالہ تفسیر کبیر سورۃ الفرقان صـ۱۸۵)

س ۱۶۳:۔ قیامت کے دن سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟

ج:۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا؟

حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "تم لوگ برہنہ پا، برہنہ بدن، بغیر ختنہ کے حشر کئے جاؤ گے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ

ترجمہ:۔ جس طرح ہم نے پہلی پیدائش کی تھی اس طرح ہم اس کو دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے۔ اس کو ہم ضرور پورا کریں گے"۔ اور قیامت کے دن جسے سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ وہ ابراہیمؑ ہیں۔

(تجرید بخاری صـ۶۱۳)

اس کتابچہ کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب و تفاسیر سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ تفسیر صغیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

۲۔ تفسیر کبیر کی متعدد جلدیں

۳۔ مخزن معارف

۴۔ درس القرآن۔ فرمودہ حضرت حکیم مولوی نور الدین (اللہ آپ سے راضی ہو)

۵۔ قصص القرآن

۶۔ انوار الانبیاء

۷۔ تجرید بخاری

۸۔ الواح الھدیٰ